

شیر عینہ علی شاه وارثہ آجیزی

میرزا



پیر اکبر مسیح اولیٰ سید احمد بن محدث اولیٰ شیخ الدین مسیح اولیٰ



حضرت پیر عہد السلام
عرف سار بالکار رجہ
اللہ علیہ کی خاتمی
کتب را پڑھ کیں ہے
پسریں کوہنیں کیں کہ جو
کی ایک سبب بھر
کروئے اس لباس دست کیے
کامل دریں حالم باعثیں
ولی فخر جو وادھل
سلطان حضرت عہد اللہ
شہزادیہ رحمتہ اللہ
علیہ ہے بن لکھ اسیں
صریح کراچی مسیح کا
مراثیہ

ہے کام وارت پاک علام
سوار عظیم اللہ ذکرہ کیے
حکم ہر کجا کیا اس کام کو
کوئی وارت اپس جلت
مسوب گر کیے توں
حکم مرشد کا ارتکاب نہ
گرتے اکر کوئون مص
نی خس یہ کہیے کجی اس
لے ہیں ڈوں لیف سانوں تو
مل لیجیے کا کہ یہ
جھوت یوں بے علام کا
کام ہلماں کردا ہے بعض
مرشد کیے حکم کی
تعمل کردا ہے ناکہ
صریف اور وادہ ولیں وصول
کرنا

پوشے مہربانی سے
داریوں یہ حکم مرشد کی
انفع لازم ہے جوں
وعلیے اور وادہ ولیں ہے یہ
سر کیس نکنے

الْحَسْنَةُ هُوَ اللَّهُ ○

صُوفِی و بِزَرگ شاعر

حضرت الحاج خواجہ سید عبیر علی شاہ وارثی حبیث اجمیری مدظلہ
کے تحریر کردہ

حمد و نعمت و مناقب و عارفانہ غزلوں

کا

مجموعہ کلام

محمد یا ملین وارثی، محمد مشتاق

ترتیب و تدوین

سنا شد

مولانا محمد اکبر وارثی "اکادمی پاکستان"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

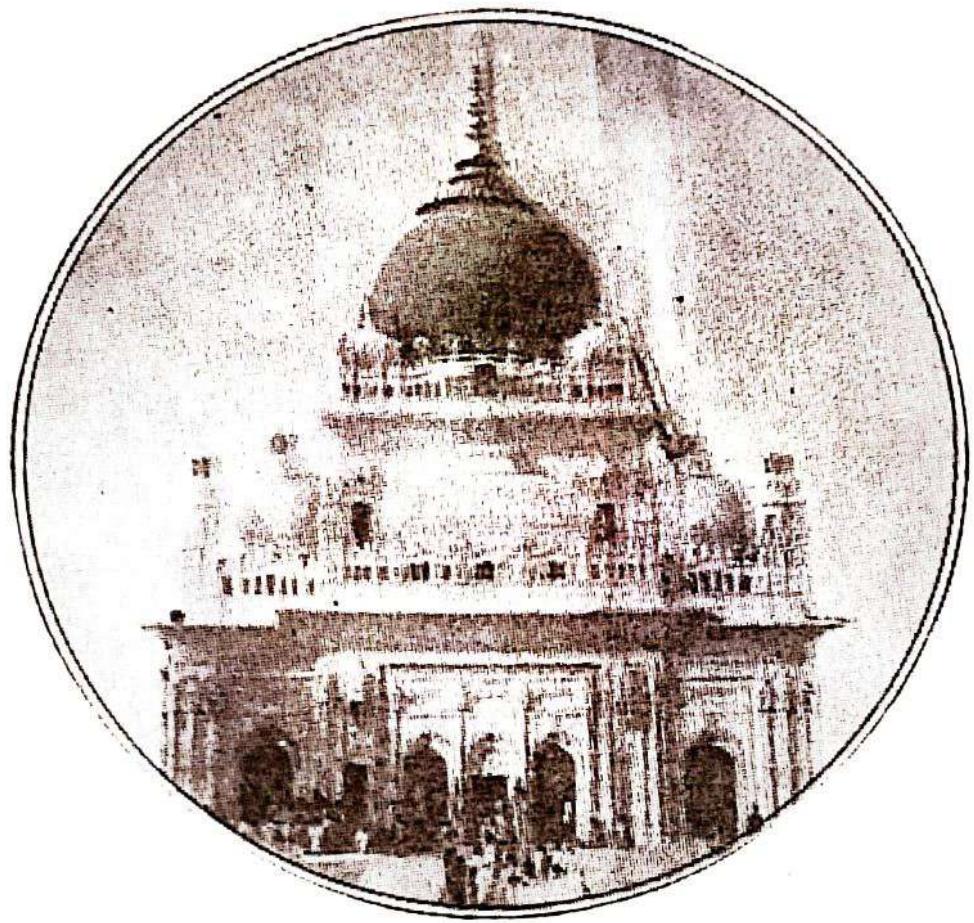
الْعُشْقُ هُوَ اللّٰهُ“ کے جملہ حقوق بحق مولانا محمد اکبر وارثیؒ[ؑ]
اکادمی نخطوط ہیں۔ کسی بھی فرد، افراد یا ادارے نے اس کتاب کی بجزی یا
کلی اشاعت کی تو اس کے خلاف مقدمہ دائر کیا جانے گا، جس کا فیصلے کا حق
صرف کراچی کی عدالتوں کو حاصل ہو گا۔

کتاب کا نام	الْعُشْقُ هُوَ اللّٰهُ
ہمیت کتاب	شعری مجموع
مصنف	حضرت الحاج سید عبدالعزیز علی شاہ وارثی چشتی اجمیری مدظلہ
اشاعت	الحمد پرنیز اسلام روڈ کراچی
تعداد	گیارہ سو (۱۱۰۰)
بتاریخ اشاعت اول	ماہ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۹۱ء
ترتیب و تدوین	محمد یاسین وارثی، محمد مشتاق
سریر ورق	انور انصاری
پروفیشنل	پروفیسر انن اجمیری

ناشر _____ مولانا ہممد اکبر وارثیؒ اکادمی پاکستان

مجموعہ لہذا کے ملنے کے سرکری پتے

وارثی بک ہاؤس اللہ ولی مارکیٹ لاڈھی ۱۷ راجہ
خانقاہ عالیہ جامعہ داریشہ چشتیہ قادریہ کامران العلوم درگاہ دینی مانی آمنہ حاجہ گھر ٹسٹ ریڈنگز بریج، ۳ برلن جوناڑیوں گھنٹہ کوئی
وارثی بوئیلر زین بنیز فیب النسائی، اسٹریٹ صدر کراچی



انتساب

نذر عقیدت بمحنور شہنشاہ ولایت آفت اب معرفت امام الاولیاء
 خواجہ گلگوں قبا جانشین پچتن پاک شیخ المعالمین مبلغ اعظم
 سیدنا و مرشدالسید وارث ارش پنجتن وارث علی شاہ قبلہ
 عالم اعظم اللہ ذکرہ جنھوں نے مجھ سے ناچیز کو اپنی غلامی سے
 سرفراز فرمائ کرم فرمایا خصوص سے نذر گذار ہو،
 شاہاں چہ عجب گر بہواز ند گدارا
 غلام عنلامان آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 فقیر عنبر علی شاہ وارثی پشتی اجمیری عفی عنہ

زیرِ نظر

زیرِ نظر "العشق ہو اللہ" مخدومی و محترمی رہبر طریقت و شریعت حضرت الحاج خواجہ سید عنبر شاہ دارثی چشتی اجیری مدظلہ العالی کی حمد و نعمت، مناقب و عارفانہ کلام کا مجموعہ ہے۔

یہ مولانا محمد اکبر دارثی اکادمی کا اولین کاؤش ہے، شاہ صاحب کا مجموعہ کلام کی طباعت ہماں لئے جوئے شیرلانے سے کم نہ تھا۔ سب سے دشوار اور مشکل ترین مرحلہ قبلہ شاہ صاحب سے ان کے کلام پر مبنی بیاض کا حاصل کرنا تھا۔ میں نے مختلف موقعوں پر حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ وہ اپنی بیاض مجھے مرحمت فرمادیں تاکہ اسے تبرکات کتابی شکل میں شائع کیا جاسکے۔

ہر مرتبہ حضرت نے اس سلسلے میں بیگانگی و بے نیازی کا اظہار فرمایا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ "میرے کلام کی طباعت کی کیا ضرورت ہے؟" میں عرض کروں گا کہ یہ جملہ شاہ صاحب کے قلندرانہ مزاج کا منہض، روشن خاص و طرز زندگی کا بنیادی جوہ ہے کہ وہ نام و نمود، تکلف و تضع اور نمائشی زندگی سے قطعاً بیزار ہیں۔ میں نے شاہ صاحب کے مسلسل انکار کے باوجود اپنا اصرار ترک نہیں کیا۔ اس لیے کہ میں اور مجھے جیسے انگلت والستگان قبلہ شاہ صاحب اور لاتعداد ایسے دیگر حضرات جو آپ کا کلام عرصہ دراز سے ریڈیو، ٹیلی ویژن، لانگ پلے ریکارڈ اور مجالس سماع میں ذوق و عقیدت سے سنتے رہے ہیں یہ چاہتے تھے کہ آپ کے مجموعہ کلام کی طباعت سے مستفید ہوں اور اپنی روحانی تشنجی جو کہ ان کے لیے باڈہ عرفان سے کم نہیں، کی پیاس کو بھا سکیں میر امسدن مستقبل اصرار رنگ لایا اور میں قبلہ شاہ صاحب سے ان کے کلام کی بیاض حاصل کرنے کے ضمن میں سرخرد ہوا۔ میں عرض کروں گا کہ میری یہ سرخردی کو بھی حضرت کی شفقت و محبت اور عنایت خاص کی مرحونِ منت تھی۔ جس کی بارش وہ میری ابتدا سے آج تک مجھ پر فرماتے رہے ہیں۔ اس میں ان کی ذات کی خود نمائی یا کلام کی طباعت کا عنصر موجود نہ تھا۔

حصول بیاض کے بعد بھی حضرت کے بہت سے سند پا سے ایسے تھے وہ اس میں موجود نہ تھے معروف کلام کا حصول بھی ایک مرحلہ تھا۔ میں نے حضرت کا جتنا بھی کلام دستیاب ہو سکا حاصل کرنے کی سعی کی ہے اس میں بھی حضرت کی دعاؤں کا طفیل تھا کہ یہ ساری دشواریاں کیف و سرتاوی اور طاقت و راحت کا پیغام لا میں جو کہ میرے لئے ایک اعزاز ہے۔ سب سے بڑھ کر طباعت کے لیے مسودہ

کی کتابت کا مرحلہ تھا جس کا تجربہ ناشران کو کچھ اچھا نہیں رہا ہے میں بھی اس کا شکار ہوا۔ دوسرا مرحلہ سرورق کا تھا۔ یہ بھی بخیر و خوبی گزر گیا۔ اس سلسلے میں میرے مجتبی و مکرمی محترم محمد جاوید خان وارثی نے ٹپری معاونت فرمائی اور اس سلسلے میں وطن عزیز کے معروف مصور و منفرد خطاط خداداد فنکارانہ صلاحیتوں کے ماں ک جناب انورالنصاری سے مجموعہ کلام کے نام کی مناسبت سے بہترین سرورق تیار کر دیا۔ میں اس تعاون پر انور بھائی کا انتہائی منون رہوں گا کہ انہوں نے دیگر مرافق میں بھی معاونت فرمائی۔ درحقیقت یہ سارا کام ایک یا دو افراد کے لئے کی بات نہیں تھی بلکہ ایک ٹیم و کے تھا جس کا میرے پاس فقدان رہا ہے نہ رابطہ کی سہولت نہ وقت کی فراوانی میں ابتداء میں اکیلا ہے نہ کے باعث اپنے آپ انتہائی بے بس تصور کر رہا تھا کہ عین اسی وقت میرے مخدومی محترمی خواجہ دلبر شاہ وارثی صاحب مظلہ نے میری معاونت کا فرائضہ انجام دینا شروع کر دیا اور ہر اعتبار سے میری ایسی معاونت کی کہ مجھے اپنے تھبا ہونے کا احساس نہ رہا۔ اس مجموعہ کی طباعت کے آخری مرحلے تک ان کی ادبی و علمی اعانت و روحاںی کرم فوازی قدم بد قدم میرے ساتھ رہی ہے۔

آخر میں جناب افق اجمیری صاحب جو قبلہ شاہ صاحب اجمیری مظلہ کے ہم وطن اور دیرینہ رفیق ہیں کاشکر گزار ہوں کہ انہوں نے کلام کی نوک پک سنوارنے اور حضرت قبلہ شاہ صاحب مظلہ، کا تعارف تحریر کرنے کا کام سرا انجام دیا اور انہوں نے اپنی مصروفیات کے باوجود ہماری یہ مشکل حل فرمائی۔ میں مکرمی شہباز وارثی صاحب جو کہ میرے پیر بھائی بھی ہیں کا بھی معاونت کے لئے شکر گزار ہوں۔ میں ان اصحاب خصوصاً برادر طریقت و سلسلہ دارشیہ محمد جاوید خان وارثی، محمد مختار خاں صاحب اور ان تمام محسینین اور کرم فرماؤں اور تمام پیر بھائیوں کا قلب کی گہائیوں سے منون مشکور ہوں جن کی ہمدردیاں، محبت و ایثار طباعت کلام میں شامل حال رہیں۔

ہر انسانی تخلیق میں غلطی کا امکان ہر صورت میں موجود ہے یہ مجموعہ کلام بھی اس سے مبتا نہیں لہذا جو غلطیاں نظر آئیں انہیں میری کوتا ہی اور کم علمی سمجھے گر در گزر فرمائے گا یا اپنے زریں مشوروں اور تجاویز سے ہمیں فوازی سے گاتا کہ نقش ثانی میں فرو گزا شتیں دور کردی جائیں جن کی نشاندہی آپ حضرات کی جانب سے فرمائی جائے۔

اجازت کا خواستگار

چیئرین مولانا اکبر وارثی اکادمی پاکستان

تبت وارث کوئین کے قرباں غیر / مختصر آیینہ حالات و اتفاقات

اسی نسبت سے ہوا صاحب ایماں ہوں میں

حضرت قبلہ و کعبہ الحاج خواجہ سید عہد علی شاہ ولیٰ پیشی اجیری مدظلہ نے منہ میں کہ میں بہوتان کے مقنائز و ختم اور مقدس خطہ اجیر شریف کے ایک ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جو رہائی اور اخلاقی تزویں کا حقیقی امین اور ہائیگی و تقدیر کی آمادگاہ تھا۔ اپ کے والد محترم حضرت علام صوفی سید محمد ندوی و میشیشی اجیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے حجید عالم دین زیرست مஹی زندگی کی حیثیت سے پورے اجیر شریف میں عقیدت و اخراج کی نگاہ سے درج ہے تھے۔ انہیں دینی علم کے ساتھ ساتھ علم ختم مسلم علم غفار و فیض مصوّری میں بھی کامل دستگاہ حاصل تھی، اپ کی والدہ ماجدہ کا مشائی زحمد و نقوی اور عابدان طرقی زندگی بھی اپنے انشا شاہ ماعب قبلتے اپنے ان عظیم المرتبت والدین کی آنحضرت عبّت میں پڑھ پائی اور ابتدائی دینی تعلیم بعد نزیریت اپنے والدہ بزرگوار سے حاصل کی۔ بعد ازاں وہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ سے فارغ التحصیل ہوئے علاوہ انہیں حدیث شریف کا علم اپنے اپنے صراحت العلاج العلاج حضرت مولانا بحدیث علی خاص و معروف علمائے کرام سے حاصل کیا۔ دینی علم کے علاوہ اپنے دینی ادب کے جو بھرے بھی آلات ہوئے اس مضم میں میریک سکھ قیام اپنے اجیر شریف کے ایک سرکاری اسکول سے حاصل کی بعد میں علیگڑھ یونیورسٹی سے آپ نے اپنی تعلیم تکمیل کی۔ شاہ صاحب بچپن ہی سے بہت ذہین و فطیم تھے۔ اپ کو ابتداء کی تھے اپنے فائق فقیہی سے انتہائی درجے کا لگاؤ تھا۔ لہذا تعلیمی منازل طے کرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل عادات و ریاضت کے ذریعے اپ نے رہائی مدارج بھی طے کئے۔ اور مختلف سلاسل کے متعدد و جلیل القدر بندگوں کی انتہائی جانفشاری و تندی سے حفظت کی۔ ان بزرگوں میں سرکاری عالم پناہ حضور سیدنا واثق پاک کے ایک عاشق صادق تلندر نیاں قطب و ذوال حضرت یہ متنا خواجہ مقصود شاہ وارث رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے جن کی بہتر کمال و پیر جلال شعیفیت شاہ صاحب کی سلسلہ ولریتھیں۔ انہیں ابتدائی مراجعت کے لئے مشیل راہ بن گئی۔ شاہ صاحب ان کی ذات و صفات دیکھ کر تصور ہیرت بن گئے۔ اور ان کی بے شال فیقری کے مضم میں بے ساختہ کر اٹھ کر صد و مصوّر کیسا پوسٹ کا جس کی یہ تصویر ہے۔ یہی سبب تھا کہ اپنے سرکار و ابتداء کا عالم نوازگی ذات اقدس میں سرتاپا تھوڑا مترقب ہو گئے۔ واثق پاک سے اپ کی محبت کا بہانہ کا درجے کا لگاؤ ملاظفہ فرمائے ہیں۔ سیدنا ماقبل فرمادی شاہ صاحب جیسے متعدد سرکاری فقیرتے اپ کو اپنے دست خاص سے احرام عطا فرمایا۔ یہ شفقت و محبت اور عطا و بخشش کی انتہائی تھی۔ لیکن شاہ صاحب اس العام عظیم کے اہل بھی تھے شاہ صاحب کی زندگی ہمیشہ پاک و امامی کے زیور سے ارتقا اور عرش و محبت کے حقیقی جوہر سے پیراستہ رہی۔ اپنے حضور ولادت پاک سے محبت کی بنا پر ان کی حیات بیپروط طاہرہ کو اپنی زندگی کے تمام گوشوں کے لئے نوؤں عمل بنایا۔ اور اپنے شیخ کی پیری وی میں مناکت سے افرز فرمایا اور آنکہ رہنے کو ترجیح دی۔ ساتھ ہی سانہ آپ نے اپنے شیخ کی دوسرا عظیم سنت یعنی سیاحت کو بھی اپنایا اور اس مضم میں بر صیغہ پاک ہند کے چھپتے پہنچتے کی سیاحت کے علاوہ دنیا کے مختلف مانکن کی سیاحت بھی فرمائی جن میں بالخصوص جماں مقدس، عراق اور ساونہماں بفہرست شامل ہیں۔ الحاج خواجہ سید عہد علی شاہ وارث مذکور ابتداء کی زندگی سرکار و ابتداء پاک کی محبت میں فنا بہت کی الومگی اور فنا بہل تقلید مثال ہے۔ بہنر شاہ صاحب نے سلسلہ عالیہ و ارشیہ میں بیعت ہوئے کا شرف عارف کامل بھرہ ہیرت و محبت حضرت الحاج خواجہ ہیرت شاہ وارث رحمۃ اللہ علیہ کے دست۔ حق پرست پر حاصل کیا۔ جو سراج الطریقت سان المیقت حضرت خواجہ سید مسٹر شاہ وارث رحمۃ اللہ علیہ کے نزیریت پا فتنہ فیروزہ حضرت عہد دھلوی، حضرت مولانا سعید دھلوی، صاحب نے اپنی بوجوانی کے دور میں جن بزرگوں کی خدمت کی ان میں حضرت مولانا عبد السلام نیازی دھلوی وارثی، حضرت مولانا عبد القادر نیازی، حضرت مولانا عبد الکریم یوسف شاہ تاجی، حضرت مقصود شاہ وارثی، حضرت سید محمد علی وارثی، حضرت او گھٹٹا وارثی، حضرت اختر مودودی، حضرت مولانا یحیم عطا شاہ صاحب وارثی، حضرت خواجہ حسن نظامی، حضرت پیر قبلہ سید عبد الرشید ماعب جادہ نیشن حضرت بوعلی شاہ تلندر، حضرت علام مولانا عبد الباری مانی، اجیری صاحبزادہ درگاہ معلی اجیر شریف اور حضرت محبت شاہ وارثی، سیت دیگر بہت ساری معزز و محترم اور متفقہ رکھنیات شاہ مل میں۔ اپنے عہد کے جن علمائے کرام و مشائیں عنقان سے اپ کے دیر بہر سامنے ہے اُن محترم حضرات میں شیخ الحدیث حضرت علام عبد المصطفیٰ الازہری مرجم، حضرت سید ایل حسن اشتری، حضرت بیدقانی مجموعہ شاہ تلندر حضرت سید ذہین شاہ تاجی، حضرت سید علی علی ابوالعلائی، حضرت اُستاد برقشراہ جہا پنوری حضرت بیان سید فالد شاہ صاحب وارثی اور حضرت مطہب حقانی اجیری قابل ذکر ہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت عہد شاہ وارثی مذکولا العالی عبد حاضرگی عظیم ترین اور نابغہ عہد زنگار شخصیت ہیں اُن کی زندگی اُن کے پیشہ و حضرت یہرت شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر

صد فرمت خلق سے ہوئے مخدوم
آبر و پائی آبر و نکر کے

کی عملی تفسیر ہے۔ وہ ایک عالم باعمل، ایک درہ لش خدمت ایک عاشق صادق اور انسانیت کی بہبود و نلاح کے پیشے علمبرداری حیثیت سے دنیا کے سامنے ہیں۔ انہوں نے بزرگوں کے تباہی ہوئے راستہ پہ شابت تقدی سے مل کر عصر واپر میں ایک روشن مثال قائم کر دی ہے جسے دیکھ کر عہدہ رفتہ کے صوفیاء کی باد تازہ ہو جاتی ہے۔ انہوں نے صوفیائے کرام کے مشن کو انتہائی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھانے کا فریضہ سر انجام دیا ہے حضرت شاہ صاحب عجز و اکسار کا مجھرہ صبر و توكل کا پیکر اللہ جملہ جلا جلا و عمر نوالہ پر کامل یقین رکھنے والے اور اللہ کے محبوب مسروک کائنات علیہ النبی والشفاعة کی محبت کو اپنی زندگی کامکروز و محور بمحضہ والی تحفیت ہیں انہوں نے ایک فاموش مبلغ کی حیثیت سے دن میں کی میسی اور جتنی خدمت فرمائی ہے سیکڑوں مقرر ان اپنی تقاہہ و غطابت اور مصنفین اپنی تھانیف و تالیف کے ذریعے بھی ایسی فدمت انجام نہیں دے سکتے بہت سے لوگوں نے اپ کے دست حق پرست پڑا سلام قبول کیا۔ جسکے ایسے لوگ بلا بال الخہزادوں کی تعداد میں پاکستان اور بھارت ان

کے گوشے میں موجود ہیں جنہیں اپنے کتو سے مسلسل عالیہ وار شیعیں داخل ہونے اور سرکار عالم پناہ یہاں دارث پاک کی عقیدت مجتبی سے اپنا دل و دماغ مصطفاً و محبلاً سرنے کی سعادت عظیمی احمد متابع بے بہا حاصل ہوئی ہے۔

شah صاحب نے ایک عرصہ تک شعبد صفات میں بھی اپنی خدا داد صلاحیتوں کے جو ہر دکھائے ہیں وہ ہندوستان میں دھلی سے جناب ﷺ فاروق صاحب کی اولاد میں شائع ہونے والے رسائل "محشر خیال" کھٹو سے جناب غیرہ مسیح بن ماقان کی اولاد میں شائع ہونے والے میگزین "حدیث پیشو" اور اسی قسم کے دیگر انحرافات وسائل سے والبت رہے جن میں مختلف موضوعات پر ان کی پیشکروں متنوع تحریریں شائع ہوئیں شah صاحب بے شمار مندرجی اور اسی طبقے سے بھی منکر ہے اور مغلوق خدا کو اپنی بے لوث اور مخلصتہ غدریات سے مسیغہ کر کیا ہوئیں نے تحریر بکار کستان کے سلطے میں بھی بھر پوکردار ادا کیا وہ اس سلطے میں فنازیسا کی رہنا اور دلیب و شاعر مولانا ظفر علی خان صاحب کی فنا کی ہوئی تینیم اتنا دلت کے جزوں مکبری کی حیثیت تباہی دلواہ بیگز تفاریر لمیعت افروز تبلیغوں اور تدبیر سے بریز تحریروں سے منتشر قوم کو جنتخانے کا فریضہ تادیر امام دیتے ہے۔ اسی زمانے میں آپ کی تعلیمتوں اور مناقب اپنی بیت الہمار کا مجموع بھی شائع ہوا جس کا نام "صحیفہ سیفی" تھا۔ یہ مجموع کلام بوہری قوم کے علیم و مانی پیشو اور بیگز یونیورسی کے ہاشم راعی حضرت بدھ عالیٰ نہیں البتہ طاہر سیف الدین سے منسوب کیا گیا تھا جس پر سیدنا طاہر سیف الدین صاحب نے اپنی بے پناہ پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے شah صاحب کو بذات خود ایک عامہ ایک فلعت اور پانچ سور و بے نقد کے اعام سے لوازا اور ساتھ ہی سو روپے ماہوارہ تبلیغ بھی مقرر فرمایا جو اس زمانے میں ایک بڑا اعزاز تھا۔

شah صاحب کا ایک حوالہ آن کی شاعری ہے وہ غالباً ایک صوفی ہیں اور جب ایک صوفی شاعر بھی ہو تو ظاہر ہے اُس کی شاعری کیفیات عشق حقیقی سے یقینی طور پر مالامال ہوگی۔ اور ایسی شاعری جس کا علائق کسی صاحب جنہوں کیف شخصیت سے ہوا اس کے اثرات دیر پا ہونا لازمی ہے۔

شah صاحب کی شاعری ایک صاحب دل شاعر کا ایک ایسا نظر ہے جسے سن کر سماعتموں میں رس گھلتا محسوس ہوتا ہے اور جسم جمال و جد میں آہاتے ہیں انہوں نے حمد، نعمت، مناقب اور فضائل اہل بیت الہمار میں بے شمار تبلیغ فرمائی ہیں اور وہ سب کی سب ایسی، ہیں جنہیں پڑھ کر یا سن کر سرد ہنا جاسکتا ہے بلکہ لوگ مردھستے ہیں یہ ہمارا شاہ بھی ہے اور عملی تجربہ بھی۔ شah صاحب کے بہت سے نعمتی کلام بہت مشہور ہیں مشہور ہیں بلکہ عالمگیر شہرت کے حامل ہیں، خاص طور پر حضرت شیخ سعدیؒ کے لازوال نعمت قطعے "بلغ العلیٰ بکالہ" پر ان کی تعلیم جس کا ایک مصرع "سیر لاسکاں سے طلب ہوئی" ہے بے پناہ مقبول ہوئی اسی طرح حضرت شیخ عبدالعزیز حدیث دھلویؒ کے بارگاہ خداوندی اور بارگاہ رسالت مائب صلی اللہ علیہ وسلم وہ وسلم میں حدود رجہ متنبہ نعمت قطعے "پا صاحب الجمال و پا صید البش" کی تعلیم جس کے دو مصرعے

صد داتا سنی کرزم یہاں نامور

بندہ لواز پاد شاه حسن سرسر

ہیں۔ یہ تعلیم بھی مقبول خاص و عام ہے۔ مدد کرہ تعلیمیوں کی شہرت اور قبولیت فام کا عالم یہ ہے کہ عرصہ دراز سے شاپرائی کوئی دن ایسا آبنا ہو جس دن شاہقین نست نے انہیں بصوت قوائی قوال ای حاجی غلام فرید صابری اور ان کے ہماؤں سے نہ مسا ہو شah صاحب کی یہ تعلیم۔ شہرت کی اُس بلندی پر نظر آئیں جس کی لوگ پرستور تناکرتے ہیں لیکن شاپرائی کوئی خوش نصیب الہما ہو جس کی پہ تمنا بلو ری ہوئی ہو۔ شah صاحب کا معاملہ اس کے برقاں ہے اُن کا معاملہ حضرت علامہ بیہاب ابراہادی کے اس شعر وہ اسے کہ

حد ہے حصول مدد عا کاران نزک مدد عا
ہیں نے دنیا چھوڑ دی تو مل لیا مولا نجھے

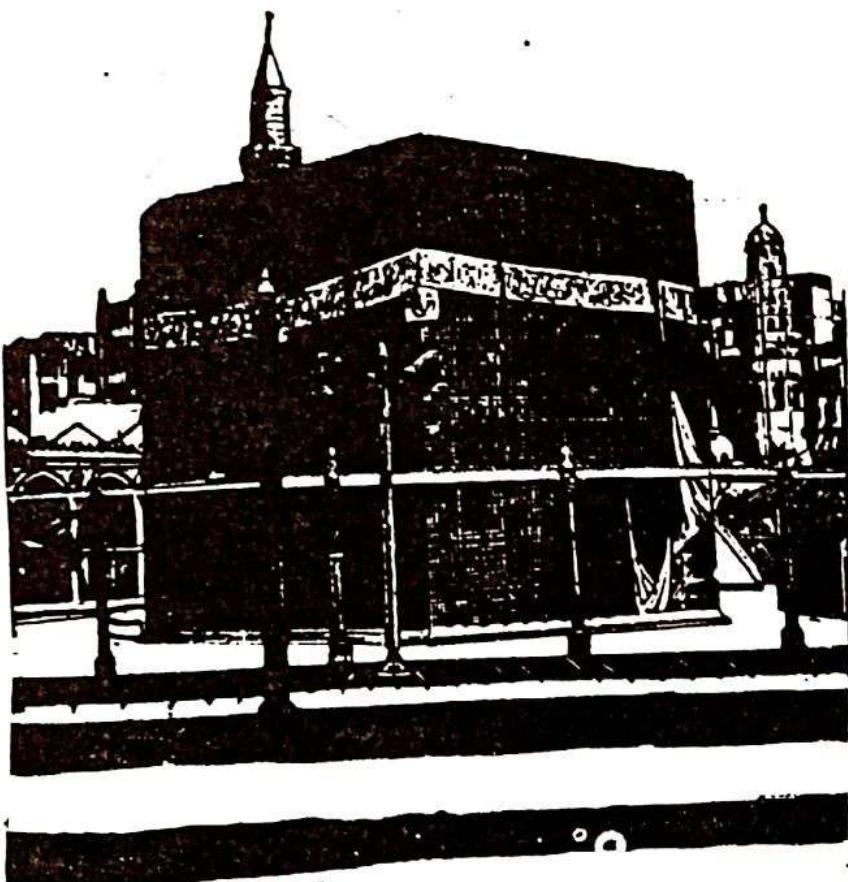
اہیں چونکہ شہرت کے حصول کی کوئی تناہ تھی۔ لہذا نہ چاہئے ہوئے بھی آج شہرت، عزت، عظمت اور سر بلندی اُن کے زندگی پا نہیں۔ میں ان تعلیمیوں کے علاوہ بھی شah صاحب کا بہت سارا نعمتی اور عارفانہ کلام بے پناہ مشہور ہے۔ ہند فیاض کے بے شمار نامور قوال اُن کے کلام خالقتاً صوفیہ اذ جاں میں پیش کرتے ہیں جس سے اہل دل اور روحانیت کے مثلاً خوب محفوظ ہوتے ہیں شah صاحب کی ذات گرامی اور اُن کے کلام پر کچھ تحریر کرنا میرا منصب ہرگز نہیں تھا لیکن کپاکروں اپنے بے ہالی کم ناٹیک کے باوجود دیر قریب ہے کسی اہل علم کو انجام دینا تھا۔ خوش نسبی سے مجھے، اسی انجام دینا پڑا۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں خواہ دکھنے کے باوجود دیر قریب ہے کسی اہل علم کو انجام دینا تھا۔ خوش نسبی سے مجھے، اسی انجام دینا پڑا۔

کو ششیں کے باوجود دیر قریب ہے کسی اہل علم کو انجام دینا تھا۔ اُن کے کلام اور شخصیت پر یہ چند سطوہ کوڑے کو سمندر میں بند کرنے یا رائی کو پہاڑ کے مقابل لانے کی فرسودہ و بیکار کو شش ہے۔ میں شah صاحب کی ذات گرامی اور اُن کے کلام پر کچھ بھی ذکر کے پانے کے اعتراف کے ساتھ اجاہت چاہتا ہوں۔

باب وحدت

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سُبْحَانَ الْمَلَكِ الْحَقِيقَيْنِ

سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَادِقُ الْوَعْدِ الْأَمِينِ



حَمْدٌ بِإِيمَانٍ تَعْلَى

ذرے ذرے سے عیال جلوہ بیکت اتیرا
 قطرے قطرے میں نہال حسنِ محبت لی اتیرا
 ماک و خالق کل ارض و سموات ہے تو
 از ازل تا ابد حُکم ہے چَلَتا اتیرا
 ہے تیری ذات مُجیط دو جہاں رپت قدری
 لا شرکیَّ لہ ہے حلق میں طفرات اتیرا
 ذکر ہو بَنَدگی ہو حمد و شَأْتیری ہو
 نام اہر لمحظہ زبان پر ہے مولاتیرا
 اک تیرے حکم سے قائم ہے دُوعاً لِمَ کا وجود
 وصف بندے سے بیال کیسے ہو مولاتیرا
 حَمْدٌ وَسُلَيْمٌ ہے مختارِ دُوعاً لِمَ تو ہے
 اور محتاج ہے ہر اعْلَمَ وَادْنَی اتیرا
 ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو ہی رپت کریم
 دونوں عالم میں ہے عنبر کو بھر سَأْتیرا

دُر بارپیہ سر جھکانے چلادھوں
محبت میں ہتھی مٹانے چلادھوں

اہی مرے عشق کی لاج رکھنا
مقدار کو میں آزمائے چلادھوں

شرابِ محبت سے منسُور ہو کر
من و تو کے پردے اٹھانے چلادھوں

زبال پر ہے لبیک اور چشم پر نم
چڑاغِ محبت جلانے چلادھوں

وہ فراری کی چوٹی پہ جبلوؤں کا عالم
میں ہر نفس جگماں نے چلادھوں

تری یاد باقی ترا غسم سلامت
میں ہر شے کو دل سے مٹانے چلادھوں

جنوں اب مجھے راس آیا ہے عنبر
کہ طوفان کو ساحل بنانے چلادھوں

”کلایچی ائر پورٹ بوقتِ روانگی جاہ مقدس جہاز مجہ ۳۰ نومبر ۱۹۵۱ء“

بہار اور حرم کی بہار کیا کہنا
ہر ایک ذرے پر جنت نشانہ کیا کہنا

کوئی طواف میں موجود کوئی سر بے وجود
تجھلی رُخ آئیں نہ دار کیا کہنا

گناہ ایسے کہ دوزخ بھی جس سے کاتپ اٹھے
اور اس پر رحمت پروردگار کیا کہنا!

لگایا ممٹنے سے حرم میں جو ساغر زمزہ
تجھلیات ہو میں آشنا کار کیا کہنا

ہر ایک ذرہ وہاں کا ہے منبع النوار
غلوصِ دل سے کہو بار بار کیا کہنا

سرور و کیف کا عالم کون دل کامل
اور اس پر جذبہ بے افتخار کیا کہنا

یہ عنبر آپ کی بندہ نوازیوں پر شار
حضور وارثہ عالی وقار کیا کہنا

امروں حرم شدایت کو مُنظر ۱۹۵۱ء

عرفات و میں کے میراں میں ایکاں محلی ہوتا ہے
اوزار کی بارش ہوتی ہے جلوؤں کا نظارا ہوتا ہے

ساقی کی سخاوت کا عالم میخانہ نازاں پر دیکھا
اُن مرست نگاہوں کا ساغر ہر ایک چمکتا ہوتا ہے

یہ کبھی کی پردہ پوشی بھی اک رازِ حقیقی رکھتی ہے
اس بحید کو اللہ ہی جانتے اس پردے میں کیا کیا ہوتا ہے

"عرفات شریف"

۱۹۵۱ء

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
بِقَدْرِ حُسْنِهِ وَجْهَمَاٰلِهِ

رسالت

صَلِّ اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ



ثبوتِ کون کے لیے لفظِ کون سے پہلے ہی
ازل میں حق نے محمدؐ کو انتخاب کیا
مرے گناہ تو میکر چلے تھے دوڑھ میں
حضورؐ آپ کی رحمت نے کامیاب کیا

لعت شریف بحضور کارمینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصیبتِ بھر کی میری مٹا دو یا رسول اللہ
مجھے اپنا منخِ روشن دکھا دو یا رسول اللہ

کرم ہو گا، سحر ہو جائے گر ظلمتِ شبِ آم کی
ہمیں بھی وصل کا مژدہ مندا دو یا رسول اللہ

سچ پیڑیوں میں ہے کشتی بھر عصیاں میں تلاطم ہے
فراس کو کنائے سے لگا دو یا رسول اللہ

تمہارے بھر میں رہ رہ کے دل کے آبے پٹوں
مز آزارِ الفت کا چکھا دو یا رسول اللہ

تمہارے عشق میں ہر اک بلاسلیم ہے اتنا
مگر دُنیا کے ہر نعم سے چھڑا دو یا رسول اللہ

طفیلِ آلِ اطہر بندہ عنبر کیسے کو
منے عرفان کا سارِ پلا دو یا رسول اللہ

لُقْتِ شریف

عارضِ تابان مصحفِ قرآن سیدنا و محمد نا
صورتِ انسان جلوہ یزدان سیدنا و محمد نا

لوحِ جبیں پر لوز رسالت مشعلِ ایمان شمعِ باریت
وحدت و کثرت رُخ سے تمایان سیدنا و محمد نا

آئے خدا کے بنکے پیامی مجری لاکھوں لاکھوں سلامی
مالکِ دنیا دین کے سلطان سیدنا و محمد نا

فخرِ زمین و فخرِ زمان آمنہ کافر زندگانہ
نیز بر قدرم ہے عالمِ امکان سیدنا و محمد نا

رُوفِ معنبرِ شانِ الہی رُخ پر فدایہ ساری خالی
رشکِ حی بن ال حسر و خواب سیدنا و محمد نا

فرشِ زمیں کی آپے عزتِ عرشِ پریں کی آپ ہن ہنیت
آپے بیس کونین دُرخشاں سیدنا و محمد نا

رحمتِ عالمِ چشمِ کرم ہو دُور مراہرِ رنجِ عالم ہو
آپ کا عنبر اور پریشان سیدنا و محمد نا

”سید دیوبنی شریف“

لعت

میہدا ایمان ہے گفتارِ رسولِ عَرَبِی
میہدا قرآن ہے رُخسارِ رسولِ عَرَبِی

اُب نہ ہے چین ہو بیمارِ رسولِ عَرَبِی
دیکھو وہ آگیا دربارِ رسولِ عَرَبِی

طور کا منظر پُر ہوں نہیں ہے موسیٰ
قابلِ دید ہے دربارِ رسولِ عَرَبِی

ایسے بیمار پر صدقے ہوں شفا یئر جیکو
مل گیا شریتِ دیدارِ رسولِ عَرَبِی

سر میں ہے عشقِ شہۂ ہر دوسرا کا سودا
دل میں ہے حستِ دیدارِ رسولِ عَرَبِی

لے جائے خلد میں امت کے گنہ گاؤں کو
چھپنے کر گیسوئے ختمدارِ رسولِ عَرَبِی

میں ہوں اُسٹا باد شہۂ ہند کا خادم عنبر
جس کا دربار ہے دربارِ رسولِ عَرَبِی
”۱۹۸۵ء: اجمیر شریف“

نعت بحضور سید الکائنات فتح موجوداً صلی اللہ علیہ وسلم

مَدْلِنْ تاجِدار کیا کہنا شہر عالی و قارکیا کہنا
 جذبہ شوق لے چلا بھی کرم کر دگار کیا کہنا
 عشقِ احمد میں آج دل ہو گیا تارتار کیا کہنا
 الغیاث المدد رسول کریم ہر نفس کی پکار کیا کہنا
 بندہ ہوں بندگی کی لاج رہے اپنے نکایہ دیار کیا کہنا
 ذرے ذرے پشاور بھی کے جان و دل میں شار کیا کہنا
 اب سنہا لے نہیں سن جلتا ہے دل ہے بے اختیار کیا کہنا

 مئے حُبِّ نبی سے ہے سرشار
 عنبرِ بادہ خوار کیا کہنا

بریتِ مُتوہہ سندھ ۱۹۵۱ء

نورت شریف

صدقے تم پر ہے یہ ایمان مدینے والے
تم پر قُدر بانِ دل و جان مدینے والے
آپ کی شان ہے کیا شان مدینے والے
سارے نبیوں کے ہو سلطان مدینے والے
نام نامی ترماً محبوبِ خدالے کر
فخر کرتے ہیں مسلمان مدینے والے
کیا کرے آپ کی تعریف کوئی ختمِ مصل
درجِ خواں آپ کا سُبھان مدینے والے
اب بُلا لیجیے عنبر کو مدینے مولा
ہند میں ہے یہ پریشان مدینے والے

تعریف

ہر طرف پھایا ہے فیضانِ حبیبِ کبریاً
ساقیا لاجامِ عرفانِ حبیبِ کبریاً

رحمت اللعالمیں محبوبِ حقِ امّی لقب
اُب خُدا جانے ہے کیاشانِ حبیبِ کبریاً

آپ سے تکمیلِ تخلیقِ دُوعاِ المہوگنی
دولوں عالم پر ہے احسانِ حبیبِ کبریاً

فی الحقیقت دولتِ کونین اُس کو مسلٰ گئی
اگیا جوزیرِ دامانِ حبیبِ کبریاً

روئے روشن ہے فروعِ بلوہ شمسُ الفتنی
رشکِ عنبرِ زلفِ پیچانِ حبیبِ کبریاً

"ابو مُحَمَّد"

لعت شریف

فخر موجودات طبیب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

چرخ ہے در پئے بیدا در رسولِ عربی
تم سے فریاد ہے فردیا در رسولِ عربی

میں ہوں اب مائل فردیا در رسولِ عربی
کیجیے دل کو مرے شا در رسولِ عربی

آپ کا حکم ہے فرمانِ حنداوندِ جلیل
قولِ حق آپ کا ارشادِ رسولِ عربی

(۵)

آپ کے نور کی پھیلی ہے ضیارِ عالم میں
جن سے کونین ہیں آبا در رسولِ عربی

(۶)

آپ ہر بکس و عاجز کا سہارا مٹھہ کے
میری بھی کیجیے اسدادِ رسولِ عربی

آپ کی زلفِ مُغتَبِر پہے شیداعیز
اور ہر غم سے ہے آزادِ رسولِ عربی

لُعْتِ شَرِيفٍ بِحَضْرَةِ مَسِيدِ الْكَوَافِرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



الله رے رُعب حُسن رسالت مآب کا
چہرہ ہے زرد شر کے دن آفتاب کا

یہ شان اور یہ رتبہ شہید بوتراب کا
ذرے کی ہے مثال وجود آفتاب کا

زانوئے شیر حق پہ سر شاہ انبیاء
وقتِ نمازِ ملک گیا عالم تھا خواب کا

حکمِ رسول بہر علی از پئے نماز
رُخ ہو گیا ادھر سے ادھر آفتاب کا

یہ شعر گوئی اور یہ نغمہ سر ایاں
غیر ہے فیض وارث غالی جتاب کا

”درگاہِ محبوب اللہی“ دہلي ۱۹۲۵ء

لَعْنَتُ تَشْرِيفٍ بِحَضْرَةِ سَرورِ كُوئِين

ایک، ایک صفت لے کر ہر ایک نبی آیا
پر سینکڑوں حیلوں سے ماہِ عَرَبی آیا

جب عرش پہ شہہ پہنچے حُوزہ یا پکارا ٹھیں
تعظیم کو اسٹھ بیٹھوںتالی نیتیبی آیا

روشن ہوا صدرِ ذرا النوار رسالت سے
اسلام کو لے کر جب مسکی مسَدَّنی آیا

میں پائے مبارک سے کہہ دنگا لپٹ کریے
کیون دھیان بھی عنبر کا آقا نہ کبھی آیا

لعت

رحمتِ یعنی قربان اُن پر جو ہیں بیمارِ نبی
مربِ صلی علی شان پرستا رہیں

صفد آقا کی قدم بوسی ہے اک میرا غلاب
بے نیاز تدرستی ہے یہ بیمارِ نبی

اُس سے پوچھو عشق و افاقت کی ذرا بیچنے
تیر نے دیکھئے ہوں کبھی گیسوئے خمدارِ پتی

بعدِ مردان اس طرح تُربت بنے عنبر مری
زیرِ دیوارِ علیٰ نیاز یہ دیوارِ نبی ! !

جلوہ گاہ طور عنبر بن گیسا سینہ مبرا
اسقدر نازل ہوئے ہیں دل میں انوارِ نبی

"جمیر شریف"

مطلع جلوہ سجنان رسولِ عربی
حسن اور عشق کا سامان رسولِ عربی

رُخ پر نور سے ہے وحدت و کثرت ظاہر
ہر نظر غر عرفانِ رسولِ عربی

جاری و ساری ازل سے ہے ابد تک چک لئے
آپ کا چشمہ فیضانِ رسولِ عربی

لش اقدس پر ہے آراستہ روئے انور
رحل پر جیسے ہو قرآنِ رسولِ عربی

بندہ پر درنگ کہہ لطفِ گرم ہو جائے
از پئی شاہ شہیدانِ رسولِ عربی

پیکر حسن ازل ہے رُخ زیبائے ححفور
رُخ پر نور ہے قرآنِ رسولِ عربی

عرضہ حشر میں اس طرح سے آئے عنبر
سرپر ہو آپ کا دامانِ رسولِ عربی

مری تندگی محمد مری جستجو محمد
مرا مدعی محمد مری آرزو محمد

کبھی فرش پر عیاں میں کبھی عرش پر نہاں ہیں
کہیں نورِ کل محمد کہیں شان ہو محمد

مہر و مہرو انجم میں، گل و غنچہ و چین میں
کہیں حسنِ کل محمد کہیں رنگ و بلو محمد

زہے خوبی، مقدر مجھے عشق راس آیا
مری ہر نظر ہے جلوہ مرے چار سو محمد

بجمال و حسن و خوبی اسرید دل ربانی
مری ہر نظر ہے جلوہ مرے زد برو محمد

یہی آرزو ہے عنبر در صطفاً پہ جا کر
کروں سجدۃ مجتبیت پڑھوں اللہ ہو محمد

کرم یا مُحَمَّد کرم یا مُحَمَّد
 شہنشاہِ خیر الْأَفْلَام یا مُحَمَّد
 کہاں میں کہاں یہ حرم یا مُحَمَّد
 یہ سب آپ کا ہے کرم یا مُحَمَّد
 مرا قبلہ دیں مرا کعبہ جاں
 تمہارا ہے نقش قدم یا مُحَمَّد
 ہو پیش نظر آپ کا روئے انور
 نکل جائے انکھوں سے دم یا مُحَمَّد
 میری زندگی اور مرا دین و ایماں
 تم ہی ہونخدا کی قسم یا مُحَمَّد
 میرا ذکر عنبر میرا فکر عنبر
 ہما دم مُحَمَّد ہما دم مُحَمَّد

زقید دو عالم من آزاد گشتم
 محمد پرستم محمد پرستم
 بفخر غلامی آل محمد بصل افتخار مہما جائے رفت
 خوشایض و مستی و زندانہ عنبر
 یہ بازار رقصم سردار رقصم

ادی سا ہے کمال تری حُن ذات کا روشن ہے ذرہ ذرہ جو کل کائنات کا
گاہے زمین پر کبھی بالائے عرش ہوں اللہ عزوجل مرنی کیفیات کا

سجدے درجیب پہ ہونے لگے قبول اب لطف آگیا مجھے صوم و صلوٰۃ کا
آن کے تصورات میں کھو یا ہوں میں غرقِ تجلیات ہے ہر لمحہ رات کا

عنبر کو طعن کانہ بدف شیخ جی کریں
جب علم ہی نہیں ہے انھیں اقامت کا

زکوئے میرِ خوبیں رشک بوئے مشک بار آمد
خمار آمد خمار آمد خمار آمد خمار آمد
جمال آمد جمال جمال بہ کمال آمد
حسین آمد حمیل آمد حمیل شاہکار آمد

حبيب آمد حبيب آمد حبيب جان دو عالم
سکوں آمد سکوں آمد قرار آمد قرار آمد
مبارک باد اے غارِ حرا خور شید ہر عام
کہ در خلوت کہے تو رحمت حق بار بار آمد
منور شد دو عالم از جمالِ خسر و خوبی

بہ شانِ مصطفائی رحمت پروردگار آمد
محمد نام کردی در عرب آں نورِ کل عنبر
بہ اندازِ دگر آئینہ پرورد دگار آمد

عرشِ پریں بزیز نعالِ محمد است
 ولد ایں عروج و مکالِ محمد است
 دستِ رسول دستِ الہی است بالیقین
 درِ کائنات نیتِ مثالِ محمد است

 از آینه فشم تو لو عیاں شد است
 شانِ خدا است شانِ جلالِ محمد است

 تفسیرِ من رانی ببیں اے خدا پرست
 دیدِ خدا است دیدِ جمالِ محمد است

 انوارِ ذات بر رخ قرآن زیرِ لب
 حالِ محمد است وقتِ مکالِ محمد است
 ہر کیک گدائے خاک مدینہ شہزاد
 صد فخرِ کائناتِ بلائِ محمد است

 عنبرِ خدا گواہ کہ ایمانِ من ہمتی است
 مقصودِ ما محمد وآلِ محمد است

اوج پہ آیا اپن مقدر
مورے گھر آج محمد آئے

رفعت ان کی اللہ و اکبر آنکھیں روشن دل بھی منور
رشکِ ارم ہے آج مرا گھر اوج پہ آیا اپن مقدر
مورے گھر آج محمد آئے

کون محمد محسن عظیم کون محمد نور مجتہم
جلوہ بخشیں عرشیں عظیم طاہرہ طیب پاک مطہر
مورے گھر آج محمد آئے

عبداللہ کے آنکھ کے تارے آئندہ بی بی کے راج دلارے
دونوں جگت کے پالن ہارے اتنا فتحنا کا تاج ہے سر پر

مورے گھر آج نحمدہ آئے

نبیوں کے سرتاجِ محمد صاحبِ حقِ معارجِ محمد

بھر دو جھولی آجِ محمد بدری نوری آئی ہے گھر کر

مورے گھر آجِ محمد آئے

دل بھی صدقے جان بھی صدقے جان ہی کیا ایمان بھی صدقے

آپ پہ دونوں جہان بھی صدقے صلی علی ہر ایک کے لب پر

مورے گھر آجِ محمد آئے

رحمتِ عالم شافعِ مبشر صدقۂ زہرہ صدقۂ حیدر

مولا کرم کر دیجئے سب پر عنبر صدقۂ نقش قدم پر

مورے گھر آجِ محمد آئے

تضمہ کیں

شیوا خور جوی هر حوم

یہ کس مقام پہ لایا جنوں خدا جانے
سبھل سبھل کے قدم رکھ رہے ہیں دیوانے
میرا دل ازل کے دن سے شہہ دیں پر فدائے
مرا جذبہ مجت یہاں لے کے آگیا ہے
یہ حرمیم مصطفیٰ ہے کہ حرکم کبہ ریا ہے
نہ بڑھے ادب کی سد کہ دیارِ مصطفیٰ ہے ● میری بے خودی سے کہہ دیے مقام ہوش کا ہے
غم عشق اپنا دے کر میری لاچ رکھنے والے
میرے ہر نفس میں رہ کر میری لاچ رکھنے والے
مجھے رحمتوں میں لے کر میری لاچ رکھنے والے

سرہ شراپنا کہہ کر مری لاج رکھنے والے ● تیری رحمتوں کے صدقے یہ کرم نہیں تو کیا ہے
قدِ رعنات کی اطافت کا یہ کیف اللہ اللہ
رُخِ پاک کی زیارت کا یہ کیف اللہ اللہ
سرِ عرش تیری عظمت کا یہ کیف اللہ اللہ
تیرے گیسوں کی نکہت کیف اللہ اللہ ● کبھی بے خوبی ہوئی یہ کبھی ہوش آگیا ہے
دلِ عنبرِ حزین کی یہ ہے عرض میسکے مولا
دمِ نزع پائے شہپر میرا آخری ہو سجدہ
میں کرم کا ملجمی ہوں ہو کرم شہزادہ زمانہ
وہ تہارا نام لیوا وہ ستم نصیب شیوا ● وہ غریب حاضری کو جو تڑپ کے رہ گیا ہے

تضمین بر قطعہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث بھوی

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي آپ ساکوئی حیں ہم نے نہ دیکھانے سُنا
وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاء اوزھیل آپ ساداللہ کسی ماں نے نہ جانا
خُلُقَتْ مِبْرَأً مِنْ كُلِّ عِيْبٍ پاک و طاہر ہے ہر اک عیب سے ذات حضرت کی
كَا انکَ خُلُقَتْ كَمْ تَشَاءُ اپنی مرضی کے مطابق ہوئے جلوہ فرمایا

يا صاحب الجمال وياسيد البشر

من وجہک المنیر لقد نور العمر

داتا سخنی کریم یہ اللہ نامور بندہ نواز بادشاہ حُسن سر بسر
تیرے بھکاری شاہ دگدا اور تاجور سلطانِ دو جہان شہنشاہ بھروسہ

بندے آپنے مہر کی ہو جائے اک نظر

يا صاحب الجمال وياسيد البشر

لے رحمتِ تمام شہنشاہ خوشحال لے مظہرِ تجلی انوارِ ذوالحدائق

اے تاجدارِ عرشِ علیٰ شاہِ باہماں ہے پیکرِ جمالِ الہی ترا جمال

اے وجہہ خلقِ ہر دو جہانی بے مثال

یا صاحبِ الجمال و یا سیدِ البشر

تخلیقِ کائنات کا سہارہ بے انکے سر ان پر فدا ہیں جن و ملک اور ہر بشر

ہے دو جہاں میں ذاتِ محمدؐ مفتخر روزِ ازل سے آپ ہیں حق بین حق نگر

کونین میں ہے آپ ہی کی ذات را ہبر

یا صاحبِ الجمال و یا سیدِ البشر

آئینہِ جمالِ خدا آپ کی نظر زلفِ دو تباہ سورة وائل سر بسر

ہر نقشِ پا کا عکس ہیں خورشید اور قمر ثانی نہیں ہے آپ کا کوئی پیامبر

مل کر پڑھو درود شہ دو جہاں پر

یا صاحبِ الجمال و یا سیدِ البشر

عشقِ رسولؐ پاکِ بری زندگی ہے حبّ بنی سے مست رہوں بخود رہے

کل کامنات سے مجھے بیگانگی رہے عنبر مجھے حضور سے داشتگی رہے
 در در زبان صبح د مسابس یہی رہے
 یا صاحب الجمال و یا سید ابشر
 چرچا تمہاری عظمت و شوکت کا چادر سو نورِ خدا ہے آپ، ہی کا نور ہو بھو
 یہ شان آپ کی ہے کیا جل جلالہ ہو قرآن میں بیان کرے حق سبحانہ، ہو
 در در خدا ہے صلو علیہ وسلمو لا یمکن الشنا، کما کان حقہ
 بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
 پہنچے فلک پر جب شہ کو نین نیک خو سب سر بسجده ہو گئے جنت کے خوب رو
 حور و ملائکہ میں تھی باہم یہ گفتگو یہ پیکر جمال الہی ہے ہو بھو
 صلی علی بہارِ گلستان وحدہ لا یمکن الشنا و کما کان حقہ
 بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تضمین بر قطعہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

سریر لا مکان سے طلب ہوئی سوئے منتہی دہ پلے بنی
 کوئی حد ہے اُن کے عروج کی بلغ العلیہ بمحالہ
 مہی ابتداء یہی انتہا یہ فروع جدوجہ حق نما
 کہ جہاں سارا پھک اٹھا کشف الدجی بمحالہ
 رُخِ مصطفیٰ کی یہ روشنی یہ تجذیبوں کی ہماہی
 کہ ہر ایک چیز پھک اٹھی کشف الدجی بمحالہ
 وہ سر اپا رحمتِ کبریٰ کہ ہر اک پہ جن کا کرم ہوا
 یہ کلامِ پاک ہے برملا حُسْنَتِ جمیعُ خصالہ
 یہ کمالِ فُلقِ محمدی کہ ہر اک پہ چشمِ کرم رہی
 نسیر حشر نعمۃُ اُمّتی حُسْنَتِ جمیعُ خصالہ
 رُخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ دہ ہی حق نگر و ہی حق نما

که خدا نے پاک نے خود کہا صلوات علیہ وآلہ
مرا دین عنبر وارثی بخدا ہے عشق محمدی
مرا ذکر و فکر ہے بس یہی صلوات علیہ وآلہ
اے مظہر نور خدا باغ العسل بکمالہ
مولانا علیؒ مشکل کشا کشف الدجی نبکالہ
حسین شعبان فاطمہ حُنّت جمیع خصالہ
یعنی محمد مصطفیٰ صلوات علیہ وآلہ

سلام بحضور شہنشاہ کوئین صلی اللہ علیہ وسلم

سلام اے رحمت دو عالم سلام اے تاجدارِ بطنی
سلام اے عم گزارِ امت سلام اے شہرِ دیارِ بطنی

سلام اے فخرِ نوح و آدم سلام اے آمنہ کے سارے
سلام اے ولیٰ مدینہ سلام اے افتخارِ بطنی

سلام اے لورِ ذاتِ عالیٰ سلام غارِ حسدا کے باسی
سلام لاکھوں ہی یا مُحَمَّد یہا رِ بطنی انگارِ بطنی

شمہی کو ہے لاج روزِ محشر شمہی پہ ہے باتِ حشر کے دن
سلام طحہ سلام لیسیں سلامِ شمسِ دیارِ بطنی

اغتشنی یا رحمت دو عالم اغتشنی یادِ تیگیرِ اعظم
ظفیلِ زہراً علیؑ کا صدقہ کرم کرم تاجدارِ بطنی

گدائے در کا سلام لیجے کرم سے اب سرفراز کچھے
شفیعِ محشر در د لاکھوں سلام اے دوستدارِ بطنی

حرم کی ہو حاضری میسر یہی تمنا ہے اب تو عنقر
ز ہے مقدر کے میری، تی ہو خاکِ راہ غبارِ بطنی

”رانے بریلی ۱۹۳۵ء“

باب ولایت

انا مدینۃ العلمن و علی بابها
یعنی علم کا شہر ہوں اور علی اس کا درزارہ (حدیث بنوی)



لله حمد کہ من بنده حیر در رہستم
از میں کدھ غشی سکت در رہستم
محمور شد از باوہ عرفان عنبر
در دیر خرابات قبلت در رہستم

من كنت مولا فعلى مولا
میں جس کا مولا ہوں اس کے مولا علی بھی ہیں۔ حدیث نبوی ۳

خاکِ نجف ہے سجدہ گہرہ جہلہ قدسیاں
تہاں صیریوں کے نہیں ہیں جُدا علیٰ

دونوں کی ایک نور سے تخلیق حق نے کی
ہرگز نہیں ہیں نورِ نبی سے جُدا علیٰ

مولائے کائنات بفرمان شاہ دیں
مشکل میں ہیں ہر ایک کہ مشکل کشا علیٰ

اعل و گہرے دامنِ سائل کو بھر دما
خود نانِ جو پہ کرتے رہے التفا علیٰ

کل انہیاں پر رحمتِ عالم کو ہے شرف
اکلیلِ تاجِ فرقہ تمام اولیاء علیٰ

عالیم کے ضوفگنِ انہیں انوارِ قدس سے
شمسِ الفضیل علیٰ میں تو بدر الدّجی علیٰ

اللَّهُمَّ ادْرِسْ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَادَ
يَا أَنَّهُ جَدَ هُرُولِي جَاءَنِي أَسِي طَرْفَ حَتَّى كُوْتُ بُجَاهَدَ - حَدِيثُ بُوْحَدَ

مُتَقْبِلٌ

زَيْنُ الْعِزَّةِ وَجَمَالُ مُهَمَّةِ حَيْنَيْنِ
عَلَى الْمُرْتَضَى مَاهٌ مُبِينَ

نُوشَّةٌ بِرِدِ فَرِدوْكَاتِبَ
عَلَى مُخْتَارِ شَدِ خَلَدِ بِرِيَنِيَّ

بِعِشْقِ حَيْدَرِ كَارِ مُسْتَمَّ
تَمَى دَانِمَ حَسِينِ وَنَازِ نَيْنِيَّ

عَلَى حَامِدِ عَلَى مُحَمَّدِ وَاحْمَدَ
گَهْبَهُ بِرِ عَرْشِ گَاهِ بِرِ نَيْنِيَّ

پَمِيرِ گَفتَ اِیں سِجَادَهُ مِنْ
اِمامِ دُوْجَهَانِ بَا لِیقَنِيَّ

خُدَا کے شِیر وَ دَاماً پَمِيرِ
اِمِيرِ کَشُورِ دُنِیا وَ دِينِيَّ

عَلَى اِمْرَضَى نَمْشَكَلِ کَشَائِئَ
کَرمِ بِرِ حَالِ اِیں غَنِيرِ گَهْبَنِيَّ

من فارقك يا على فقد فارقني و من فارقني فقد فارق الله
اے علی جس نے تم کو چھوڑ دیا اس مجھ کو چھوڑ دیا او جس نے علی کو چھوڑ دیا اس نے اللہ کو چھوڑ دیا۔ حمد للہ

مشقیت

علی المرتضی شاہنشہء دنیا و دیں آئے
جهان میں غل بہاہر سوامی پرمومنیں آئے

تیکیوں کے معادن بے کسوں کے وارث والی
بانداز دگر زینت دہ عرش بریں آئے

جوابِ خستہ مولا نہ آیا ہے نہ آئے گا
جهان میں یوں تولاکھوں نازیں آئے حسین آئے

خدا شاہر ہے عنیر ہو گئی الزار کی بارش
ذہبے شان غلام نبی جب ہمیں آئے

”لکھنؤ ۱۹۳۶ء“

اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلَىٰ بَارِهَا
بین حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ حدیث بنویؓ

مشہور خلق کیوں نہ ہو حاجت روا علیؑ
پایا ہے جب کہ نام بی نام خدا علیؑ
آدمؑ سے رکتا ہے شہزاد اشرف الرسل
کرتے رہے وزارتِ کل انبیاء علیؑ
خود مصطفیؑ نے لمحاتِ الحی کہا جسے
کیا مجھ سے ہو بیاں صفتِ مرضی علیؑ
شاہد ہے ان کے فضل پر قرآن میں ہل اٹی
ہیں کانِ جود بجسےِ لواں سَخَا علیؑ
مشکل پہ میری آکے وہیں دلگیری کی
غیر نے جب پکارا کہ مشکل کُش علیؑ

من اذی علیاً فقد اذانی
جس نے علی کو ایذا دی اس نے بھئے ایذا دی - حدیث بنوی

متقدیت

بحضور مولا نے کائنات سید امیر علیہ السلام

رقم ہیں عرش پریں پر تری صفات علیؑ
ہے فخر کشور کو نہیں تری ذات علیؑ

福德 رئے منور نثار نقش قدم
یہ میسر اول مرا ایکاں مری جیات علیؑ

ہوئے ہیں آپ کے کردار سے عیان بخدا
رموزِ حق کے حقیقت ننانکات علیؑ

سراپا مظہر الزوار حق تری صورت
ہیں مہرو ماہ میں تیسرا تجلیات علیؑ

نبی نے بد سرِ مبارکہ کما کہ اے غنیمہ
امام اول و مولا نے کائنات علیؑ

انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لابنی بعدی
لے علی تم کو میری طرف سے وہی مقام حاصل ہے جو موسیٰ کی طرف سے ہارون کو حاصل تھا ایکن میر بعد کوئی نبی نہ ہوگا

مشقیت

بحضور مولائے کاستات

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم

نبیؐ سے پوچھے کوئی شان و احترام علیؑ
خدا کے نام سے ملتا ہوا ہے نام علیؑ

یہ حلم تھا کہ گوارا نہ کر سکے آقؑ
کہ خون ہوں مجھم کا انتقام علیؑ

نیا بت نبوی کا ہے مرتبہ حاصل
بلند پایہ دو عالم یں ہے مقام علیؑ

گرا دیا ہے نظر ہے فلک کی رفت کو
جو دیختے ہیں ملائک عروج بام علیؑ

یہ وقت نزع مری کیفیت رہے عنبر
نبیؑ کا ذکر ہو دل میں زبال پہ نام علیؑ

ہوا ہے روئے علیؑ بے تھاب کیا کہنا
طلوع شب میں ہوا آفتاب کیا کہنا

علیؑ کا نور سبھی نورِ نبیؐ سے پیدا ہے
وہ آفتاب تو یہ ماہستاب کیا کہنا

یہ جان ساقیؑ کو شرپ کیوں نہ ہو قرباں
اُذل میں جس نے پلامی شراب کیا کہنا

یہ بیٹھے بیٹھے کیا خوب زلف کا سودا
ترابھی لے دل خانہ خراب کیا کہنا

ہوں یہ نیازِ دو عالم خدا گواہ عنبر
حضورؐ کا کرم بے حساب کیا کہنا

یَا عَلِیٌّ

من بھر سہردم علی علی
شیر خدا کے مہادی

نورِ خدا ہے نورِ محمد
نورِ محمد نورِ علی

بنتے ہیں مولا کے دوارے
غوث، قطب، ابدال، ولی
ورو، علی سے کھل جاتے ہیں
رازِ خنی و رازِ جلی

من بھر سہردم علی علی
مشکل میں کام آنے والے
ڈوبتی نیا ترانے والے

لب پہ علیؑ کا نام جب آیا

میرے سر سے بلا ٹلی

من بھروسہ ہر دم علیؑ علیؑ

دل اور آنکھیں روشن کر لے

جلود سے ہرشے کو بھر لے

پنجتن پاک سے الفت کر لے

کھل جائے گی دل کی کلی

من بھروسہ ہر دم علیؑ علیؑ

سب کے وارث سب کے داتا

سب کے مولا سب کے آف

تم را سی عنبر علیؑ

من بھروسہ ہر دم علیؑ علیؑ

اما ترضي ان تكوني سيدۃ النساء اهل الجنة
کیا تم اسے خوش نہیں ؟ کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو

نذر ائمہ عقیت سار

”بحضور افضل النبیاء والادلین والآنسین فاطمہ صلاوۃ اللہ علیہما“

السلام لے سیدہ خاتون جنت السلام درحقیقت واقف راز رسالت السلام

زوجہ شیر خدا باب العلوم مصطفیٰ گوہر زانِ شرف نور ولایت السلام

السلام و السلام ام الحسن ام الحسین فخر دین مصطفیٰ فخر شہادت السلام

سیدہ خاتون جنت فاطمہ خیر النساء مرحباً نیر پیغمبر ولایت السلام

السلام لے نور پاک مصطفیٰ انبیاء البشر بنت ختم المرسلین ختم نبوت السلام

شد منور کائنات از نور پاک الہیت بو ذرا هر ہر زمان نوار حیرت السلام

بنده عنبر کمیتہ ورد واردن صبح وشم
بر تقاضیت بر رخت بر حسن بیت السلام

”ملوان - بمقدمة سیدہ پاک صلاوۃ اللہ علیہ“

ما الحسن فله هیبتی و سر دسری
حسن کو میری بیت اور سرداری بخشی کئی

مشقہت

بحضور امیم المؤمنین سیدنا امام حسن علیہ السلام

کس قدر افضل و اعلیٰ ہیں حسن ابن علیؑ
یعنی توحید سرا پا ہیں حسن ابن علیؑ

جان احمد دل زہرؑ و قاری حیدرؑ
اب خدا جانے کہ کیا کیا ہیں حسن ابن علیؑ

فکرِ فردانِ عنیم حال نہ ماضی کا خیال
مرے آقامرے مولانا ہیں حسن ابن علیؑ

ہشیبہ شہزادہ لولاک ہوئی آپ کی ذات
بند انور کا پستہ لہ ہیں حسن ابن علیؑ

جو کو حاصل ہے غلامی کا سرافرائے عنبر
میرے دارث مرے داتا ہیں حسن ابن علیؑ

”کجاچی یوم امام حسن علیہ السلام

فالق درنا بال“

امتاں حسین فله جد اُتی و حبودی
حسین کو میری شجاعت اور میری فیاضی بخشی کئی

مشتقتہ

"بحضور سیدنا و مولانا حسین علیہ السلام"

نورِ خیسہ الوری امام حسینؑ
شہہرِ درود امام حسینؑ

یادگارِ خلیلؑ و اسماعیلؑ
فخرِ گل ادیسہ امام حسینؑ

راز دارِ موز کن فیکوں
نورِ عرشِ علی امام حسینؑ

پے بُنیا د لالہ سرداد
مر جبار حب امام حسینؑ

روضتہ پاک سجدہ گاہ ملک
جان پاکست یا امام حسینؑ

از پے عاصیان سر محشہ
نا خدا با خدا امام حسینؑ

دین وایمان من ہمیں عنبر
ور و صبح و مسا امام حسینؑ

راول پندت برائے رسالہ پیاء

حسین منی ، دا نا من حسین احباب ایلہ من احباب حسینا
حسین میرے ہیں اور میں حسین کا ہوں جو شخص حسین سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اسکے پایر فرمائے گا۔

جب کوئی تیرستم سینے پہ کھاتے ہیں حسین
دیکھو کر پیغمبر فلک کو مسکراتے ہیں حسین

مستقل کرنے کو موروثی خزانہ عمل کا
حضرتہ عابدہ کو سینے سے لگاتے ہیں حسین

صبر کی تلقین فرماتے ہیں الہیت کو
لغشہ حضرت علی اصغر جو لاتے ہیں حسین

نخل تو حیدر سالم کر بلکے دشت میں
اللہ اللہ خون سے اپنے لگاتے ہیں حسین

قبر سے اٹھا تو آئی یہ ندا روزِ نشور
چل تجھے عنبر سر محشر میلا تے ہیں حسین

”آحمدیر شریف“

اللّٰهُمَّ انِّي احْبَبْتُهُ فَاحْبُبْهُ وَاجْبْ مِنْ يَحْبِبْهُ
یا اللہ تعالیٰ اس سے مجتبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے مجتبت فرمائے اور جو اس سے مجتبت فرمائے

سَلَامٌ عَلَى مَقَامِ حُسَيْنٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

شہیدِ کرب و بُلَا پہ ہر دم درود لاکھوں سلام لاکھوں
حسین سب سب رسول اعظم وہ افضل و اکرم و مُسکَّرم
ہے جس کی ضو سے ضیاء عالم وہ نور اور نور بھی مجسم

شہیدِ کرب و بُلَا پہ ہر دم درود لاکھوں سلام لاکھوں
وہ ابن حیثہ شہید زمانہ ہے رحمتوں کا لیے خزانہ
یہ آسمان جس کا آستانہ امیر دیں مرشد زمانہ

شہیدِ کرب و بُلَا پہ ہر دم درود لاکھوں سلام لاکھوں
وہ خاتم اسوہ شہادت جناب زہرا کے گھر کی زینت
ہے سر بسجده جہاں پہ رحمت ہے شرح قرآن جس کی صورت

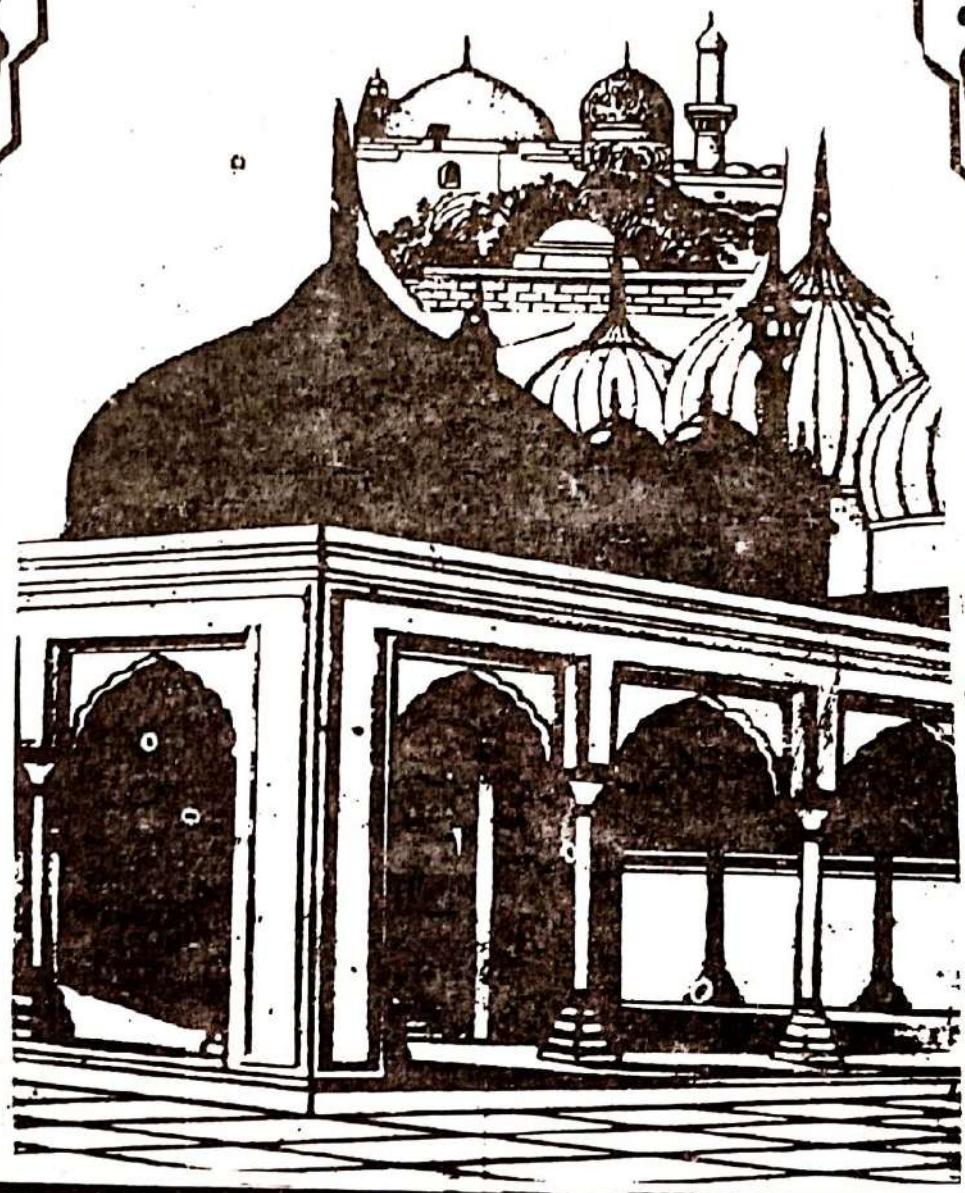
شہیدِ کرب و بُلَا پہ ہر دم درود لاکھوں سلام لاکھوں
وہ ذاتِ اپنی ذاتِ اطہر ہیں ایک شہید ایک شہیر
ازل سے عاشق ہے ان پہ عنبر نبیؐ کے جانی علیؐ کے ولیر

شہیدِ کرب و بُلَا پہ ہر دم درود لاکھوں سلام لاکھوں

سال ۱۹۵۷ء "احمدیہ تشریف"

بَابُ عِقْدَت

گنج بخش فیض عالم مَنْظَرِ نُورِ خُدا
ناقصان را پیر کامل کاملاً را رهنا



بارگاہ مخدوم
سیدنا حضرت
علی ہجویری داتا گنج بخش

سوئے ماينگ علی ہجویر داتا گنج بخش
از طفیل خواجہ اجمیع داتا گنج بخش
بندہ مسکین عنبر گوہر مقصود یافت
بارگاہ نست دار الحبید داتا گنج بخش

متقیٰت

بحضور سیدنا عوْثُ الاعظَمِ

ترازیبِ جهان داری ترازیبِ جهان بانی
شہنشاہ گدا پرور محبی الدین حبیلہ لانی

نشان پائے تو سجدہ گہہ اہلِ حقیقت را
قدِ زیبائے تو سرتاپا انوارِ یزدانی

توئی جلوہ فلکن ہر سو بھر نگ بھر صورت
امام و سید و سلطان و خیر نورِ انسانی

گہہ آدم گہہ علی گہہ شکلِ محمد شہ
توئی بر عرش تادر بود گہہ بر فرش سلطانی

گدائے عنبر مسکین گدائے وارث عالم
نگاہِ رحم کن برحال من اے مرتضی شانی

مشقیت

بحضور سیدنا عوْثُثُ الاعظَم

تو مطہرِ حسنِ مطلق ہے یہ شکل تبری فورانی ہے
تو جانِ علیٰ روحِ زہراً عبد القادر جیلانی ہے

تو عوْثُثُ زمانہ قطبِ جہاں تو پیر طریقت پرمغافن
ایمان ہے اپنا ذاتِ تبری فخرِ نوْعِ انسانی ہے

قریان ہیں تجوہ پر سس و قمر شیدا ہیں تجوہی پر حن و لیث
بے مثل ہے ہر اندازِ ترا ہر ایک ادا الاشائی ہے

کب تک ہیں سہوں صدمے پیہا ب آٹھ نمیں سکتا بارم
للہ کرم للہ کرم تو محبوب ب یزدانی ہے

طفاقِ حادث سے عنبر بیتا ہے شاہِ حن و لیث
با حضرت عوْثُث دہائی ہے فریاد شہہ صمدانی ہے

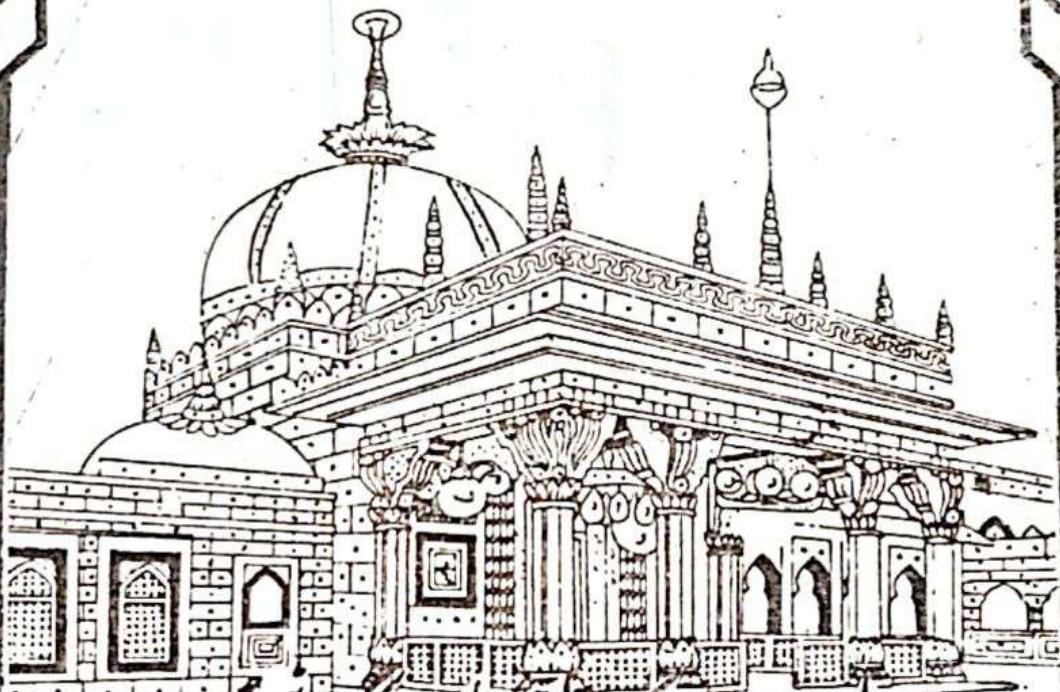
۱۱۔ شوال ۱۴۳۶ھ

بسیٰ برائے ماہنامہ "بارگاہ"

اہن ہشت

بَابُ حِشْتٍ

هذا حجیب اللہ حاتما فی حِشْتِ اللہ



جوں ہے ہر آنحضرت طلب کار بی ہے
جو آنکھ ہے وہ تشنہ دیدار بی گے سے
چل خواجہ کے دربار میں عنبر بسر و پشم
اجمیر کا دربار بھی دربار بی گے ہے

”بحضور خواجہ خاگان حضرت عثمان ہاروئی رحمۃ اللہ علیہ“

بہر صورت عیان ہیں خواجہ عثمان ہاروئی
بہر عنوان نہان ہیں خواجہ عثمان ہاروئی

امام دین سلطان طریقت رہبر اعظم
امیر چشتیان ہیں خواجہ عثمان ہاروئی

مری تفہیم سے بالاتھا ریشان ہے واللہ
شہہ کل عارفان ہیں خواجہ عثمان ہاروئی

بھضور سرکار خواجہ خواجہ عثمان ماروی

یہی تکمیل الفتے ہے یہی تفسیر عثمانی
ازل سے لوح دل پر قش ہے تصویر عثمانی
تصویر خواجہ عثمان براون کیا ہے نے
ہر اک شے میں نظر آنے لگی تصویر عثمانی

مرے خواجہ کا یہ والد اک ادنی کشمکش ہے
براون کوس سے بھی بھینچ لی تصویر عثمانی
لب متعجز نہما عرفان کے دریا یہا تے ہیں
کلام اللہ کی تفسیر ہے تقریر عثمانی

مرا ذمہ نہ گرجائیں اگر سید میں سب لیکن
نگاہوں سے مری دیکھئے کوئی تصویر عثمانی
فروغ جلوہ نورِ حقیقت چہرہ اقدس
نہ کیوں ہو ذرہ ذرہ سے عیاں شہیر عثمانی

کسی کھن انکھوں میں سما سکتا نہیں عنبر
ازل سے لوح دل پر قش ہے تصویر عثمانی

"عثمانی مشاعرہ" اجیر شریف

ہستیقہت

ہر اک دل میں نہان ہے الگت عثمان ہاروئی
گلوں میں جلوہ گر ہے نہجہت عثمان ہاروئی

حریم قدس بھی ہے خلوت عثمان ہاروئی
ہے باہم عرشِ اعلیٰ خلوت عثمان ہاروئی

تمنا ہے بروزِ حشر جب میں قبرے انھوں
زبان پر ہو مری یا حضرت عثمان ہاروئی

گدا ہو، صاحبِ زر ہو، مسلماں ہو کہ کافر ہو
بہر حالت ہے سب پر شفقت عثمان ہاروئی

شہدا کا شکر عنبر وارثی، چشتی، نظافی ہوں
بہر عنزا ہے ماضی نسبت عثمان ہاروئی

جو ابر کا ہے مخزن بابِ خواجہ
غربیوں کا ہے مامن بابِ خواجہ
کلیم اللہ بھی ہے محو حیت در
بنائے طور امین بابِ خواجہ
مرتیٰستی مُنور ہو گئی ہے نگاہوں میں روشن بابِ خواجہ
بحمد اللہ ہوں رشکِ سکت در بنائے میرا مسکن بابِ خواجہ
خدا شاہد ہے عنبر بعدِ مرد ان
بنے گا میرا مدن بابِ خواجہ

ہے نور سے منور خواجہ کا آستانہ
شاہوں کے در سے طریقہ کر خواجہ کا آستانہ

سارا جہاں ہدایت اس در سے پا رہے ہے
سارے جہاں کا رسیہ خواجہ کا آستانہ

جن و ملک یہاں پر سر کو جھکھا رہے ہیں
گویا ہے با بیدار خواجہ کا آستانہ

کہدو یہ آنکھ والوں کا فیصلہ ہے عنبر
اک طور کا ہے منظہ خواجہ کا آستانہ

ہے شان و مرتبے میں کچھ آسمان سے بالا
میری نظر میں عنبر خواجہ کا آستانہ

مشقیت

بحضور خواجہ خوا جگان سرکار خواجہ غریب نواز امیریہ

تمہارا روضہ ہے بیتِ الحرم غریب نواز
اور استانہ ہے باغِ ارم غریب نواز

تمہی سے عرض ہے کچھ کرم غریب نواز
کہ تم ہونا میں شاہِ انم غریب نواز

شکستہ حال و شکستہ دل و شکستہ امید
تمہارا ہو کے اٹھاؤں یغم غریب نواز

غریبِ جان کے وہ غم دینے فلکنے مجھے
کوکھ چلا ہے مصیبتِ میرام غریب نواز

اسی امید پر عنبرِ پڑا ہے چوکھ پر
کجھی تو ہو گی لگاہِ کرم غریب نواز

امیر شریف

متقیت

بھمنور خواجہ، خواجہ گاں سلطان الہند و پاکستان
حضرت خواجہ غریب ناز معین الدین جشتی سجزی

معین الدین حسن عالم پیانا ہے
بوئے ما عزیباں یک نگاہ ہے

براۓ اہل دل اہل محبت
نشان پائے خواجہ سجدہ گاہ ہے

بحقِ خواجہ عثمان ہارونؒ^۱
نگاہ ہے خسرو خوان نگاہ ہے

امیر معرفت جان شریعت
حقیقت آشنا عین لائیسے

غریب و ناتوان بے چارہ عنبر
کند در ہجر تو ہر لمحہ آہے

پاکپتن شریف ۱۹۵۳ء

مشقیت

بحقنور خواجہ معین الدین حسین پشتی سنبھری

اے فروعِ خاندان پختن
حضرت خواجہ معین الدین حسین

سید و سلطان و مخدوم زماں
آئینہ دارِ جمالِ ذوالمسن

جانِ احمد روحِ زیراً و علیٰ
سیرتِ شبیر و ہم شکلِ حسین

تاجدارِ اولیاء بندہ لواز
وارثِ دُنیا و دیں شاہِ زمان

رحم کن بر حمالِ عنبرِ حرم کن
قبلہ من خواجہ من پریسہ من

مشقیت

بِحَضُورِ خَواجَةٍ نَوْاجِگَانِ سَرْكَارِ غَرِيبِ لَوَازِ اَجْمِيرِي



ولیوں کے پیر خواجہ روشن ضمیم خواجہ
میرے معین خواجہ میرے نقیم خواجہ

آئینہ دارِ نورِ رب قدرِ خواجہ
شاہنشہ ولایت گل کے اسے سیر خواجہ

بُر علی وزیراً کیجھے کرم خدا را
نورِ زگاہ عثمان یا دستِ تگیم خواجہ

جز آپ کے جہاں میں میرا نہیں سہارا
میرے معین و ناصر میرے نقیم خواجہ

ایمانِ دین و دنیا سب آپ ہی نے بخشنا
احسان آپ کے ہیں ہم پرکشیم خواجہ

غوثِ زمانہ تم ہو قطبِ یگانہ تم ہو
واللہ جلیبِ حق ہو پیر ان پیغم خواجہ

اس عنبرِ حزیں کی اب لانج ہے تمہیں کو
محماج ہیں تمہارے شاہ و فقیر خواجہ

فخرِ کون د مکانِ کرم کیجئے
خواجہ نواحی گان کرم کیجئے

نورِ حق نورِ مصطفیٰ علیؑ
واقفِ کن فکانِ کرم کیجئے

آپ پر ہیں فاطمہؓ کے لخت جگر
جانِ جانِ جہاںِ کرم کیجئے

از طفیلِ حسنؒ بحقِ حسینؒ
اے شہہ خسروانِ کرم کیجئے

درپر حاضر ہے آپ کا عنبر
شہہ کون د مکانِ کرم کیجئے

مشقیت

بحضور خواجہ خواجگان مواجهہ عزیب نواز امیسہ ری

شاہِ کل اولیاً معین الدین
 پیر پیدا نامیں الدین
 وارث ارث مصلحتہ علی
 لے جیب خدا معین الدین
 حق ناصح شناس و دل پرور
 بالیقیں با خدا معین الدین
 مظہر نور ذاتِ کمیزی لی
 منوچکن بادوہ نامیں الدین
 اے پیراعن حسر کیم پختنی
 راحت فاطمہ معین الدین
 دستیگیر و معیں غریب نواز
 بحر جود و سما معین الدین
 نورِ چشم ان شبر و شبیہ
 جان غوث الورا معین الدین
 وارث ما بچیر و مشکل
 توئی مشکل کشا معین الدین
 بہر عثمان زگاہ لطف و کرم
 سوئے عنبر شہا معین الدین

”سکریجن ۱۹۶۶ء“

جُن جاناں عجیبے روئے درخشاں عجیبے
زخمی دل عجیبے نسوختہ سماں عجیبے

رحم کوں بر من مسکیں بطفیل خواجہ
دار شاہ ما عجیبے خسرو خوبال عجیبے

پرنشان قد مت سجدہ گہہ دل بندرا
قبلہ دیں عجیبے کعبہ ایکال عجیبے

زلف و رُخ خال فخر طو عاضن زیبا خو شتر
پیکر حسن ازال صنعت یزدال عجیبے

ورد ایں است شب و روز گدای رعیر
پیکر پیکر ال عجیبے ہادی دواراں عجیبے

"کتابچہ ۱۹۶۶"

یادِ اجمیر دار الخیر

آہ اے اجمیر اے ہم پائیں ارضِ حجاز
ذرے ذرے میں نہان تیری خفیقت کا راز

رشکِ فردوس بریں ہے ذرہ ذرہ بایقینیں
چشمہ عرفان ہے تو جلوہ گاو بے نیاز

شجھ میں پوشیدہ ہے برسوں سے درشاہ بخت
لے کر تو آرام گاہ خواجہ بندہ نواز

ہیں شجھی پر سرمد و شلی کی رو میں سجدہ ریز
شجھ پہاں عشق کرتے ہیں ادا آکر نماز

شجھ کو شاہان جہان کرتے رہے جھگ کر سلام
شجھ پہ رکھا غزنوی نے بھی قدم مثلی آیا ز

سر زمینِ ہند میں وہ پاک تیری خاک ہے
رشکِ فردوس بریں زینت دہ افلک ہے

"غدراست ۱۹۸، دیوبندی شریعت، ۱، رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ"

تیری عظمت ہتھ میں ہے مثل ارض کر بلا
تیرے ہر ذرے میں ہے انِ اللہ کی صدا

خونِ مسلم کی وہ تجوہ پر ہائے ارزانی ہوئی
تجوہ پر اسماعیلؑ کی تقیلید قربانی ہوئی

سینکڑوں معصوم تجوہ پر بے گناہ مارے گئے
جس میں میرے بھی عزیز و اعزیز شامل ہے

ایک عنبر بھی اسی میں خانمان برپا دے ہے
یامعین الدین حسنؒ فریاد ہے فریاد ہے

رحم کے قابل ہے یا خواجہ میرا حالِ زبوں
جز تمہارے داستانِ رنج و غم کس سے کہوں

گوش کن ایں التجائے عنبر بے چارا را
پائے بندر بندر گی کن یمند آوارہ را

مشقیت

"حضور قطب الاطعاب خواجہ قطب الدین بختیار کاک ادشی"

امامِ اہلِ محبت حضور قطب الدین
وقار وحدت وکثرت حضور قطب الدین

فرشتے آتے ہیں بہر سلام رو ضے پر
کمال فخر و لایت حضور قطب الدین

بہارِ گلشنِ توحید آپ ہیں لاریب
امیدِ اہل شریعت حضور قطب الدین

جهان میں پیکرِ صبر و رضا ہے آپ کی ذات
پرائغِ نورِ حقیقت حضور قطب الدین

جمالِ حق سے منور مرابھی دل ہو جائے
شہیدِ تنی محبت حضور قطب الدین

ہیں آپ قطبِ جہان جائین خواجہ معین
فریدِ فردِ طریقت حضور قطب الدین

درِ حضور یہ حاضر ہے آپ کا عنبر
ادھر بھی خشم عنایت حضور قطب الدین

۱۰۔ اگست ۱۹۷۸ء برائے پندرہ روزہ "الوارث" اکریبی

سلام

بحضور قطب الاقطاب سرکار میدنا خواجہ قطب الدین بختیار کاک اوٹی

السلام اے یاشین خواجہ ہندوستان
السلام اے قطب دیں قطب زمیں قطب ماں

السلام اے نیر بُرْح سیادت السلام
السلام اے مصدر بُرْم ولایت السلام

السلام اے پیشوائے خواجہ گنج شکر
رہبر راہ طریقت ہادی جن ویش
السلام اے مظہر نور اہسی السلام
اب بھی ہے دُنیا میں تیری بادشاہی السلام

السلام اے قطب عالم پیغمبَر کے نور عین
السلام اے قطب دیں جان حسن روح حسین
پیشوائے حضرت مخدوم صابر السلام
ہادی شیخ کاظم اللہ طاوس را السلام

از پئے خواجہ معین الدین حسن بنده لواز
اپنے عنبر پر کرم کی اک نگاہ نیم باز

الا ان اولیاء الله لاخوف عليهم ولا هم يحزنون ه الدين امنوا د كانوا يتقون ه

پدرِ عہدت

بحضور زہر الانبیاء شہباز طیقیت حضرت بابا فردی الدین گنج شکر

منظہرِ انوار حق ہو صورتِ انسان ہو
خُسن کے خالق ہو تم اور عشق کے سلطان ہو
یافریدِ الحقیقت والملائکت شہبہ گنج شکر
پیر پیران طریقت ساقی عرفان ہو
آپ کی بندہ نوازی خلق میں مشہور ہے
مجھ پہ بھی حشیر کرم اے شیخ عالیشان ہو
سیہرت سر کار دو عالم کا پیکر آپ ہیں
آپ کے قدموں پر کیون ہر بشر قربان ہو
اس طرح رشیش منور پر رُخ پر نور ہے
حص پر رکھا ہوا جس طرح سے قرآن ہو
آپ کی الْفَتْ متابعِ محل ہے عنبر کے
آپ میرا دین ہو اور آپ بی ایمان ہو

مشقیت

بِحَصْنُوْرِ سَرْكَارِ سُلْطَانِ الشَّائُخِ خَواجَهِ سَيِّدِ نَاظِمِ الدِّينِ اولیاءِ مُحْبُوبِ الْهُبْرِ حَمَادَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ

امیر کشور دیں سرگرد و اہل عرفانے
نظام الدین سلطان المشائخ نوریز دانے

تبی صیرت علی صورت و قار عظمت ز هر آن
عیوب خالق اکبر بہار ہرگستا نے
بسمتِ کوئے محبوب الہی سجدہ می سازم
کہ مقصودِ من مسکین تھے سلطانِ خوبانے
طبعی در دنداں خراماتِ محبت شد
بحمد اللہ نظامِ من ضیا بخش دل وجانے
بنامِ عشقِ محبوب الہی بے خود و مستم
نہ دارم شوقِ رندی نے خیالِ پاکِ لامانے
براۓ دیدنِ توجانِ عالم من پریشانم
دل و جانم فدایت بر بخت پر زلف پیچانے
بے حال بندہ مسکین نگاہِ خسرو انکن
توئی رشکِ مہہ کنغان توئی خیر سلیمانے
غمِ دنیا نہ دارم فکرِ عقبی اے ناص
منتش بر دل عنبر رُخِ محبوب سُجوانے

مُتَّقِيَّةٌ
بِحَضْرَةِ مُحَمَّدٍ سُكَارِ عَلَّا وَالَّذِينَ عَلَى احْمَدْ صَابِرِ كَلَيْرِي

قِبْلَةُ اشْقَانِ عَلَّا وَالَّذِينَ
كَبْرَةُ عَرَافَانِ عَلَّا وَالَّذِينَ

مُنْظَهُرٌ فَوْرٌ ذَاتٌ رُوْزِ أَزْلٍ
مُرْصَدٌ كُنْ فَكَانِ عَلَّا وَالَّذِينَ

وَارِثٌ اِرِثٌ مَّتَصَطَّفٌ عَلَى
بَايِقِينَ بَيْهُ كُمَانِ عَلَّا وَالَّذِينَ

ذَاتٌ مُخْدُومٌ اِسْتَرْوَتِ عَلَيْهِ
مُشَهِّلٌ لَا مَكَانٌ عَلَّا وَالَّذِينَ

رَبِّرَا هُلٌ مَعْرِفَتٌ لَارِيبٌ
مُرْشِدٌ بَيْهُ كُمَانِ عَلَّا وَالَّذِينَ

سُوئِيْ عَنْبَرٌ نَكَاهٌ لَطْفٌ دَكْرٌ كِمٌ
غَرِّ خَسِرَادَانِ عَلَّا وَالَّذِينَ

برائے اشاعت الوارث کراچی ۲۰ ستمبر ۱۹۶۳ء۔

مشہد

بحضور حضرت سرکار سیدنا مخدوم علامہ الدین علی احمد صابر کلائیڈی
علامہ الدین ماعالی مقامے
نگاہ لطفِ کن براہ غلانے

معین و دستگیر ناصر
ببر منزل بہر مشکل مقامے

علی احمد کہ نامت اسم عظم
دیا پاک تو دارِ اللہ مانے

سرپا مظہر نورِ الہی
فرد وغ جلوہ ماءِ تمامے

امام و سید و مخدوم صابر
کر مشہور جہاں شد فیض عامے

توئی عاشق توئی معشوق ربی
فنا قی اللہ بقا باللہ مقامے

ہمیں نازمِ کمیتہ بندہ عنبر
کہ دارو روتامت صبح و شامے

مشقیت

بحضور سید ناصر کار عبد الرزاق یا نویش

اللہ اللہ رے یہ شان عطا گئے رزاق
ذرے ذرے میں نظر آئی نقائے رزاق

مجھ پر بھی حشم کرم روح علیٰ جان حسین
میں بھی کہلاتا ہوں سرکار گدائے رزاق

ابنی آنکھوں سے لگاؤں میں ملوں سینے پر
تجھ کو مل جائے جو غاکِ کف پائے رزاق

آپ کی ذات سے روشن ہیں دو عالم آقا
مہہ و خورشید ہیں ہر آن فدائے رزاق

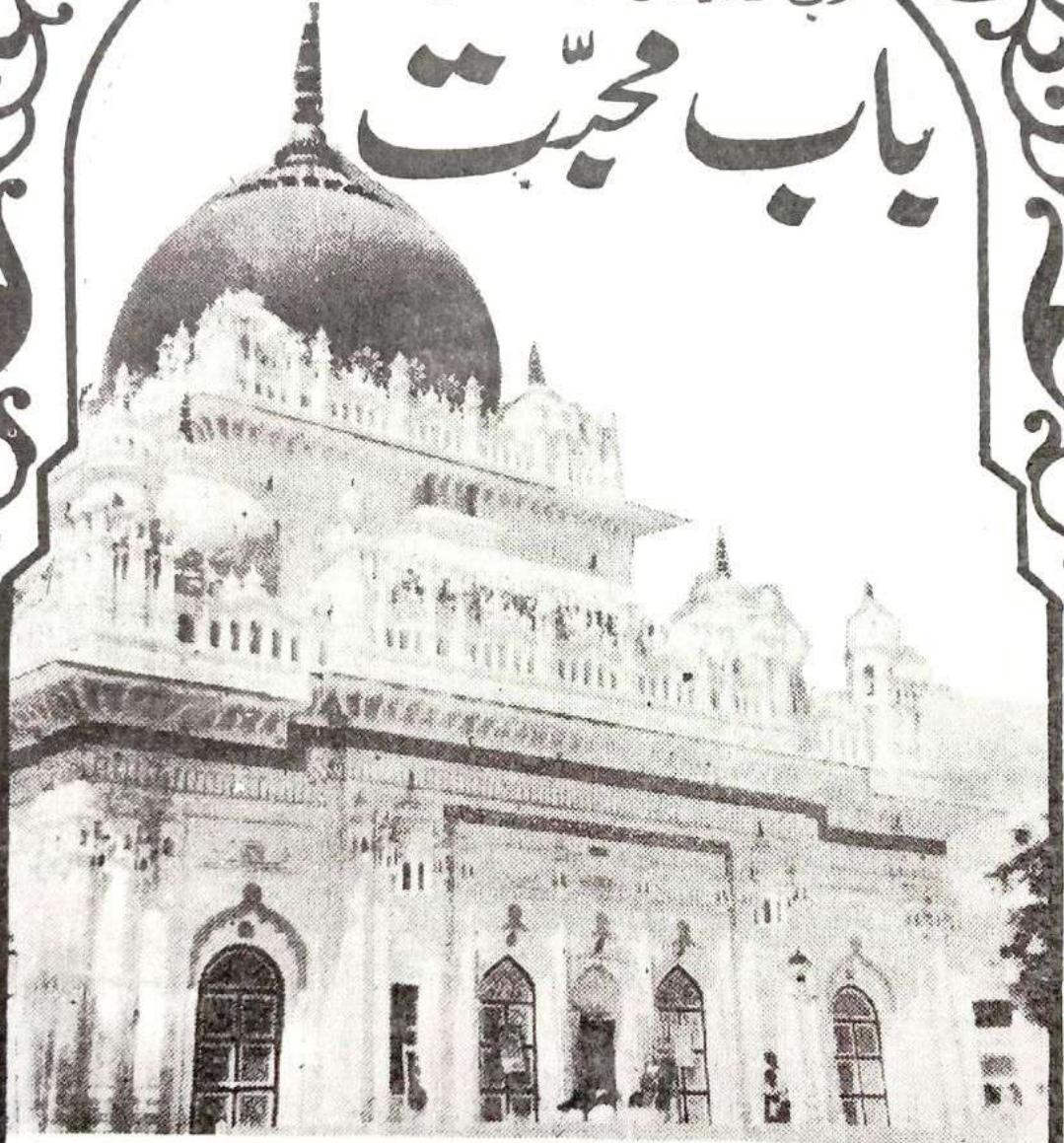
آنکھیں روشن ہوئیں دل اپنا منور عنبر
بے نقاب آج جو مجھ کو نظر آئے رزاق

شوال ۱۳۷۴ ہائے شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبُّ الْاَتْدَنِ فَرَدَّ اَوَانَتْ خَيْرُ الْوَارَثَيْنَ

بابِ محبت



مولائے منت شیخ جہاں سلطان نست
در صورتِ مقصود عیان بیز دال نست
بر بندگی وارثِ عالم نازم !
غیر بر بھیں دیں است وہیں ایمان نست

عُرس ہے شاہنشہ ہر دوسرے کا عُرس ہے
جان جانِ مُصطفیٰ و مرتضیٰ کا عُرس ہے

میکشوآ و مسے توحیدِ جی سمجھ کر پیو
وارثِ عالم امام الاولیاء کا عُرس ہے

جلوہ ہائے ذات سے روشن کے ساری کائنات
حقِ نما کا عُرس ہے حقِ آشنا کا عُرس ہے

بن گیا ہے زنگ فردوس پریں دلوہ شرف
وارثِ مولا جمالِ کبیر یا کا عُرس ہے

دستِ لبستہ ہیں سلامی کو کھڑے چون اپنے
نورِ پشمِ سیدہ خیبر النصار کا عُرس ہے

کیف و متی کی ہوائیں چل ری یہیں ہر طرف
رسہبِ دنیا و دیں مشکل کشا کا عُرس ہے

آؤ غنیمہ آستانے پر پڑھیں چل کر سلام
اپنے آقا اپنے مولا پیشوَا کا عُرس ہے

اہم ستر

سرکار عالم پناہ وارث پاک آعلیٰ مقام نے

حضور دارث عالی وقار کا سہرا فروع جلوہ پروردگار کا سہرا

امیر حن و بشر بادشاہ بھروسہ یہ دو جہان کے ہے تاجدار کا سہرا

جمال حسن بنی و بلال مولا علی حضور فاطمہؓ کے گلزار کا سہرا

شہرہ زمین وزمن وارث حسین خون ہے حق نما و حقیقت نگار کا سہرا

عیان ہے پھرہ اقدس سے دعوہ کثرت یہی ہے عرش کے آئندہ دار کا سہرا

کریم ابن کریم و سخنی و ابن سخنی جہان غشنق کے ہے تاجدار کا سہرا

د ر حضور پر حاضر ہے بندرہ غنبر
قبول کیجیے اس خاکسار کا سہرا

چادر شریف

دارست دو جہاں کی چادر ہے
شہء کون و مکان کی چادر ہے

نورِ چشم ان حیدر روزِ هدا
خسرو خسرو وان کی چادر ہے

سرپسہ رکھو لگاؤ آنکھوں سے
خواجہ خواجگان کی چادر ہے

آج مقصودِ دل ہوا حاصل
سرپسہ عرشِ آستان کی پساد ہے

کیون نہ عنبر ہو بارشِ ازار
رسیم عارفان کی چادر ہے

سلام

بحضور قبیلہ کوئیں امیر المومنین نہ کارسید تا اش عالم تو زادی الوم الدین

السلام اے صد لمح قدرت کے گوہر السلام
السلام اے جارہ سجادہ ختم الرسل
السلام اے وقار فاطمہ حانان حیدر السلام
السلام اے خاتم الفقراء امام الاولیاء
السلام اے سید عالی نب والراہب
السلام اے کعبیہ مقصود فخر پختن
السلام اے غوث اعظم خواجہ گل خواجہ
اے امام عاشقان مخدوم گل مخدوم میان
شاہ دیوی رحم کن بر عالی عنبر السلام

”سلام بحضور وارث پاک“

اسلام اے وارث کون و مکان
 اسلام اے مرشدِ ہر دو جہاں
 اسلام اے جانِ ختنمِ مرسیں
 اسلام اے وارثِ دنیا و دیں
 اسلام ابن علیٰ المرتضیٰ
 اسلام اے تاجدارِ علیٰ آتیٰ
 اسلام اے بانِ ماجنانِ ما
 اسلام اے دینِ ما بیانِ ما
 اسلام اے نورِ چشمِ فاطمہؓ
 اسلام اے مخزنِ حود و سینا
 اسلام اے راحت و روحِ حسنؓ
 اسلام اے شمعِ بزمِ پختنؓ
 اسلام اے دلب رو جانِ حسینؓ
 یادگارِ پختنِ شانِ حسینؓ
 وارثِ عالم پناہ عالی مقام
 کبھی مقتیل عنبر کا سلام

سلام بحضور سرکارِ عالم پیاہ حضور سیدنا وارثِ عالی مقام

السلام اے وارثِ عالم نواز
 السلام اے لا مکانی شاہی باز
 السلام اے نورِ ذاتِ حقِ شما
 وارثُ الکوئین وارث پاک باز
 جانشینِ مُصطفیٰ و مُرْتَفیٰ
 شاہِ تسکیم و رضا بنہ نواز
 اے گل گلزارِ رز ہرا و حسن
 سیرتِ شبیر کے سربستہ راز
 راز دار گنٹ کنڑا خفیاً
 السلام اے معرفت کے بابِ باز
 السلام اے کعبہ مقصودِ ما
 وارثِ الحقِ المبین بندہ نواز
 کیجیئے مقبول غنیر کا سلام
 حاضر درگاہ ہے مثلِ ایاز

مولائے منت شیخ جہاں سلطان نست
 در صورتِ مقصود عین زیرِ والست
 بر بندگی وارثِ عالم نازم!
 غنیر ہمیں دیں است وہیں ایمانست

شجرہ و ارشیبے پر تسلیت اولیسیہ پچھتے نپاک
 "الصلوٰۃ والسلام علیک یا نور الاقویں والاخرين"



اے نور ذاتِ کبر یا انظر لئا ارحم لئا
 یا مصطفیٰ یا مرتضیٰ انظر لئا ارحم لئا

یا سیدہ یا فاطمہ زہرہ اُمّ الحسن رضی اُمّ الحسین رضی
 نور نگاہ مصطفیٰ انظر لئا ارحم لئا

یا مصطفیٰ و یا معسیٰ شاہنشہ دنیا و دیں
 بسرا امام القیام انظر لئا ارحم لئا

دل سے کدروت دور ہو دل نور سے معمور ہو
 یا وارث رضی مشکل کشا انظر لئا ارحم لئا

مقصود تو معیود تو مسجد تو حسینو در تو
 ایں بندہ غیر مر اُنضر لئا ارحم لئا

الشجرة مُقدّس سلسلة عاليه قادریہ زاقیہ و ارشیہ ضوان اللہ تعالیٰ علیہمین

”ت“

یار ب از یہر نبی و شاہ مردان حسن
 حضرت شبیہ زین العابدین شاہزادن
 کاظم و موسیٰ رضا معروف کرخی کے طفیل
 سر مرقطی کی محبت کر عطاے ذوالمنن
 شہزاد و شیلی عبدالواحد عالی و قار
 بو الفرح طرطوسی و خواجه علی و بوالحسن
 بوسعید و شہزادی الدین اے غوث جہان
 حضرت زاق کی رحمت ربے سایگن
 شہزاد محمد شاہ احمد حضرت سید علی
 شاہ موسیٰ قادری اور حضرت سید حسن
 شاہ علیاں بہاؤ الدین محمد قادری
 شاہزاد عباس بہاؤ الدین فردید علی
 شہزاد فردید سعید کامل تانی کاعشق
 شہزاد ابراء یم بھکر دے مجھے اے ذوالمنن
 شہزاد امان اللہ حسین حق نہابندہ لواز
 حضرت عبد الصمد زاق جان پختن
 شاہ اسماعیل و شاکر شاہ نجات اللہ ولی
 سیدی خادم علی مجھ پر رہیں سایہ فگن
 وارث دنیا و دیں وارث علی کارشنہ وے
 از پرمقصود شاہ داری شیلطان من
 وارث ٹھالم پناہ مقصود جان دریں توئی
 اپنے غنبر پر کرم کیجے طفیل پختن

"هو المقصود"

"هو الوارث"

شجرة مباركة سلسلة عاليمه پشتنيه نظاميه و ارشيه

المسلوه والسلام عليك يا فرالاولين والآخرين

سلام رحمت رب العالمين سلام عليك
 سلام مولا عالي و خائن امام حسین
 سلام شهيد حسن و واحد و جناب فضيل
 سلام خواجہ کل خواجگان سید الدین
 سلام شيخ الاسلام فیض بخش جہاں
 سلام ناصر و قطب و تشریف شہزاد
 سلام قطب الاقطب شہزاد فردی الدین
 سلام خواجہ محمود شہزاد محمد سیدیاں
 سلام فخر جہاں قطب دیں جمال الدین
 سلام سید و سلطان شاہ خادم علی
 سلام وارث ارشد علی پشتني
 زگاہ لطف و کرم کے کریم ابن کریم
 بجال عنبر مسکبیں گدا سلام عليك

شجرہ مقدسہ اولیٰ سلسلہ عالیہ شش تھی صابریہ رازقیہ

اللهم آتِ مقصودِ اولیٰ رضاک مطلوبی

اولیٰ

اے نورِ ذاتِ کبر بایارِ حرمَ نَا اِرْحَمَنَا
 آئینہ حقِ نبیٰ یا حضرتِ مولا علیٰ
 زونِ جنابِ فاطمہ اِرْحَمَنَا اِرْحَمَنَا
 روحِ روانِ فاطمہ مولا حسین علیٰ مولا حسین علیٰ
 شمسُ الضحیٰ بدالِ رَحْمَیٰ اِرْحَمَنَا اِرْحَمَنَا
 یا حضرتِ خواجہ حسن علیٰ یا عبدِ واحدِ فضیل علیٰ
 شاہ بن شہیہ کل اولیٰ اِرْحَمَنَا اِرْحَمَنَا
 سلطانِ ابراہیم علیٰ مَا خواجہ سید الدین شاہ علیٰ
 یعنی ایں الدین مَا اِرْحَمَنَا اِرْحَمَنَا
 شہ فیض علیٰ شیخ خوشاد علیٰ پاک رو
 بہر ابوالحمد اللہ بہر محمد مصطفیٰ پیشوَا
 از بہر اسحاق علیٰ بہر ابی احمد کمال علیٰ
 یانا صریف قطب دیں مودود م حاجی سرت علیٰ
 بہر شہر عزوت الوری اِرْحَمَنَا اِرْحَمَنَا
 اے قطب دیں مسعود مَا اِرْحَمَنَا اِرْحَمَنَا
 مخدوم کل محمد و میاں صابر علاء الدین علیٰ
 اے مخزنِ جود و سنا اِرْحَمَنَا اِرْحَمَنَا
 اے شمسِ دنیا شری دیں شاہ جلال الدین علیٰ
 مخدوم عبد الحق مَا اِرْحَمَنَا اِرْحَمَنَا
 رزاق و امداد علیٰ مَا شاہ شاکر اللہ پیشوَا علیٰ
 شاہ بنجات اللہ ولی یا سیدی خادم علیٰ یہ سر علیٰ
 مقصودِ حیتت بالغین ایں بنو عبّر جیں
 آمد پدر گاہست شہر اِرْحَمَنَا اِرْحَمَنَا !

ہستہ

بحضور سیدنا امام الاولیاء سرکار عالم پناہ شہنشاہ تسلیم و صناتا جدار اولیاء غوث عالم
قطب الاعظم حضور پیر نور سیدنا وارث عالم نوازا عالی مقامہ سلطانہ الی یوم الدین !

امام اہل طریقت نگار ایمانے حضور وارث کوئی شرح فرقہ نے
بہار گلشن زہرا و سید السادات ضیا عرشم عما پیغمبر اہل عرفانے
جمال پر تو گن ازل رخ وارث وقار پختن پا کیس مرتضی شانے
طبیب در دل من توی چبیسیوں زادا شیر خدا قصر نور انسانے
در آں زمانہ ظلمت مثال مہر آمد امیر کشور دیباشت خانہ اہل غرانتے
بندوقی دیدل وجاں فدا کنم عنبر
کہ برقاب رخ پاں زلف پھپنے

دین ما دنیا نے ما ایمان ما حضرت وارث علی سلطان ما
سورہ ولیل مولف عنبریں مصحف رویت ہیں قرآن ما
رشک فردوس برسیں ایوان تو وارث ما خسر و خو ایں ما
برشان پائے وارث ٹھالیقیں بہر سجدہ کعبہ ایمان ما
حاضر درگاہ تو عنبر حسنیں
رحم گن بر حال من جانان ما

دیوبی شدیف

۱۔ شوال ۱۳۶۴ھ

بہر صورت بہر عالم بہر عنوان ترا دیدم
 بہر نگ گل دغناچہ رُخ جاناں ترا دیدم
 گھے بر عرش نور افشاں گھے بر قلب ضواں گن
 گھے انساں ترا دیدم گھے یزداں ترا دیدم
 یہ آدم یہ احمد یہ حیدر یہ اللہ
 عیاں دیدم نہاں دیدم نہاں دیدم عیاں دیدم
 بحال کیف و مستی غرق بحر نور حق یا بزم
 بشان وارث ما حیرت حیراں ترا دیدم
 بحسن دوئے تو جاناں منور شد دل عنبر
 بہر گامے بہر جائے بہرام کاں ترا دیدم

شاہِ دیوہ نگر جان شاہِ اعمم وارثِ الاولیاء شاہِ وارث علی[ؒ]
 صدقہ پنجتن ہو نگاہِ کرم وارثِ الاولیاء شاہِ وارث علی[ؒ]
 مظہرِ ذات ہو مظہرِ ذات ہو پنجتن کی نشانی ہو سادات ہو
 آپ کی ذاتِ اقدس سر اپا کرم وارثِ الاولیاء شاہِ وارث علی[ؒ]
 سچ رہی شاہِ وارث کی بارات ہے میں جمع الاولیاء نوری برسات ہے
 سبکے دامن بھریں گے خدا کی قسم وارثِ الاولیاء شاہِ وارث علی[ؒ]
 نام خواجہ عنبر وظیفہ مرا اور سلامت ہے وارثی آستاں
 میرے وارث میں وارث نہیں کوئی غم وارثِ الاولیاء شاہِ وارث علی[ؒ]

ہتھیب

ترے فیضان بے حد سے کسے انکار ہے وارث
کہ ہم جیسے غریبوں کا تو ہی غم خوار ہے وارث

مری کشتی ہے طوفان حادث کے تھپیر طوں میں
کہ ایسے وقت میں تیری مدد درکار ہے وارث

اُدب ہے مانع اظہار ورنہ صاف کہہ دیتا
کہ دیدارِ محمدؐ آپؐ کا دیدار ہے وارث

حر کم ناز سے باہر کسی دن زحمت جلوہ
کہ مدت سے زمانہ طالبِ دیدار ہے وارث

جو لوں ممکن نہیں تو خواب ہی میں عیدِ نظر ہے
کہ غیر بھی تمہارا طالبِ دیدار ہے وارث

متقدیت

بحضور سیدنا وارث پاک قدس سرہ العزیز

زمیں سے تاعرش دھوم ہے یہ عجیب ہے آن بانِ وارث
 ہر اک لشمر دخوانِ وارث ہر لیک شے ترجمانِ وارث
 ہے ہے مہر و مہ میں انھیں کا جلوہ گلوں میں ہر زنگتے انہی کا
 نفس نفس میں ہے یادِ وارث ہر اک زبان پر بیانِ وارث
 مکیں حرم کم خدا کے وارث چیز خیر الوری کے جانی
 نئے زمین و زمان وارث ہے عرشِ اعظمِ مکانِ وارث
 نگاہِ لطف و کرم خدا را مری طرف بھی بحقیقت ز ہر
 یہ جان قرباں یہ دل تصدق ازل سے برآستانِ وارث
 گدائے در عنبرِ حزیں کامِ سلامِ مقبول بارگاہ ہو
 ہے در پر حاضر غلامِ داتا ہے دل سے یہ مرح خوانِ وارث

وارث دو جہاں کے صدقے
 شہر کون و مکان کے صدقے
 خاکِ عنبر کو کردیا اک سیر
 خواجہ خواجگان کے صدقے

اُنہی شوخی نے مجھے بذام ورسو اکر دیا
 غیر کے آگے مری الفت کا چر جا کر دیا
 دل بہلنے کے سرو سامان نئے سینے کے زخم تم نے ناق اپنے بیماروں کو اچھا کر دیا
 ضبط نے اب تک چھپایا تھا متناوں کا بھید آج پشم شوق نے سب راز افشا کر دیا
 مر جبا صد مر جیا اے وارت عالم بیناہ بندہ پرور آپنے قطعے کو دریا کر دیا
 صورتِ گل آ جکل عنبر پر پیش حال ہے
 حسن والوں کی محبت نے یہ نقشہ کر دیا!

اَنْجَىْ أَنْ سَيْ نَظَرِ مَلَانَهُ بِهِ عَشْقٌ أَزْمَانَهُ
 أَنْ كَيْ مَغْلُلِ مِنْ لَحْ جَانَاهُ بِهِ مَرْكَزِ عَشْقٍ دِلْ بِنَانَاهُ
 أَكْ مَرْسَے سَاخْتَصْرَتْ تُوْبَهُ مَكْرَ اُورْتَرَسَے سَاخْتَهُ مَانَهُ
 اَنْجَىْ كُلْ هَرْ زَبَانِ پِرْ پِيَارَهُ بِهِ مِيرَاقَتَهُ مَرَا فِسَانَهُ
 بَنَدَگِيِ اپِنِي بَنَدَگِيِ ہے اَبْ سَرَبَے وَارِثَتَهُ کَا آنَانَهُ
 سَازِ هَشِیِ پِلْغَمَسَهُ دِلْ کَوْ گَلَگَنَانَا کَرْ اَنْخِیں سَنَانَهُ
 وَقْتِ لَفَّالَارَابَهُ زَگَاهَ شَوْقٍ كِتَنَا پِرْ کِیْفَ یَہِ زَمَانَهُ
 هَرْ نَظَرِ پِرْ ہے حَشَرِ سَاماَنِیِ کِسْ قِيَامَتَ کَامْسَکَرَانَهُ
 بَزْمِ سَاقِیِ مِیں آجَ اے عنبر
 کِیْفَ فَمَنِیِ مِیں ڈُوبَ جَانَاهُ

اعلیٰ حخت
 فائی فی اللہ یاقوٰی باللّٰہ سرکار حافظ پیاری
 شاہ صاحب وارث رحمتہ اللہ علیہ

خدا کا جلوہ ہے پیارا امزا ہے پیاری کا ازل سے اپنا ہے تعرہ مزا ہے پیاری کا
 ہے پیاری ذات خدا کی کتاب بھی پیاری رسول محبی مرا پیارا امزا ہے پیاری کا
 طفیل آلِ مطہر حسین عزیزی
 عطا ہو مجھ کو اتا رامزا ہے پیاری کا
 حقیقتوں کو تھارا امزا ہے پیاری کا
 حضور خواجہ مقصود شاہ نے فرمایا
 سکون دل کا سہارا امزا ہے پیاری کا
 خیال یار میں کم ہو کے کر لیا میں نے
 برا کیک شے سے کنارا امزا ہے پیاری کا
 دل و نظر پر عجب کیفیت ہوئی طاری
 کم بھی جو میں نے پگارا امزا ہے پیاری کا
 نلاش یار میں یاس و الم مصیبت و غم
 مجھے تو سب کے گوارا امزا ہے پیاری کا
 حضور حافظ پیاری پر میری جان نثار
 کہ میرا بخت سنوارا امزا ہے پیاری کا
 پھر اکیک بارا سی چشم مست حیت سے
 مری ٹفتہ ہوا شارا امزا ہے پیاری کا
 لقصوں شہہ وارث ہے بندگی عنبر
 ہے ذکر و فکر ہمارا امزا ہے پیاری کا

نذر ائمہ عصیرت

بحضور امام العاشرین جایین وارث کون و مکان حضرت سرکار خواجہ مقصود شاہ صاحب
داری نور اللہ ضریبہ



قبلہ دین توئی کعبیہ ایمان توئی
شاہ مقصود علی ساقی عرفان توئی

حُسن پاکت کہ ہمیں حُسن و جہاں یوسف
پے عاشاق ضیا بخش دل و جہاں توئی

شیخ من قبلہ من خواجہ من دارش من
پیر پیران جہاں مرشد ذیشان توئی

برنشان قدامت سجدہ گھہ اہل نظر
پیکر حُسن ازل صورت انسان توئی

نقش بر لوحِ دلم صورت مقصود غیر
درد در غیست شب و روز کہ سلطان توئی

"کراچی ماہ نومبر ۱۹۶۴ء"

ثُرِّ عَقِيرَت

بِحَضْرَةِ أَمَامِ الْعَالِمِينَ شَيْخِ الْعَارِفَانِ حَضْرَةِ أَقْوَافِيِّ مُولَّا فَيْحَىٰ جَهَنَّمَ حَبْتَ
صَاهَ تَسْلِيمَ وَرَضَا جَاهِينَ سَرْكَارِ وَارِثِ عَالِمِينَ هَبْتَ تَوْاهِبَ مَقْصُودَ شَاوَارِتَيْ

رونقِ بزمِ محبت ناجدارِ عارفان
حضرتِ مقصودِ علی شاہ پیشوئے عاشقان
هم شیوهِ حضرتِ مولا علی مشکل کشا
سید و سرورِ امامِ دین و دنیاے گمان
قافلہ سالارِ اہلِ عشق و تسليم و رضا
ای شہزادِ قلیم عرفان رازدارِ من نکان
ہر نظر پیجانہ مستی قدمِ محشر بد و شش
بلیش انجازِ عدیٰ در نگہہ کیف و سرور
عظمتِ کونین تیری ہر دایہ ہے نثار
چانِ خوبی خسرو خوبی باں بھارِ گلستان
وارثِ عالمیناہ کے لاد لے تم پر سلام
مرشدِ پاکان شہزادِ مقصودِ علی پیرِ معان
ایک عنبر ہی نہیں کونین ہیں تم پر نثار
رہنمائے دین و دنیا اے امیرِ کاروان
از طفیل وارثِ کونین جان پجتن
اپنے عنبر پر کرم ہو خواجہ کل خواجگان

قطحہ
نذرِ عقیت مئے
الحاج خواجہ فتحیہ شاہ حب وارثی

امام دین سلطان طریقت
وقار وارث کو نہیں حیت

توی مقصود گل فردیگانہ
امام بزم رندان محبت

نہای پشم حسین میں لاکھ جادو
سیک رفتار رفتار قیامت

حسین پاک ہے نور علی نور
قدیمیا محبت ہی محبت

سلام

بحضور پرست قبلہ حیت شاہ صاحب وارثی حمتوالد علیہ

یق قعہ وصالِ پاک

السلام اے شاہ حیت وارثی تاجدارِ معرفتِ حق کے ولی
 گائیں اوارد وارثِ السلام خادم دربار وارثِ السلام
 پاک باطن یک سیرتِ السلام اے شہنشاہِ محبتِ السلام
 اے فتنی اللہ آقِ السلام اے بیت باللہ مولاِ السلام
 فخرِ فتح ارخان دان وارثی آپ روشن ہے شانِ وارثی
 جائشینِ شاہ بیویِ آپ نورِ حق نورِ محبتِ آپ
 آئیتِ دارِ جمالِ کبیریا صاحبِ صدق و صفا جود و سُنی
 اللہ اللہ آپ کا خلق عظیمِ اسلام اے نورِ حق نورِ حسیم
 آپ ہیں مقصودِ عنبرِ بالیقیں شاہ حیت شر وارثی حقِ المبین
 گفت تاریخ وصالش آن ولی
 اسلام اے مظہرِ حسن علی

بَابِ كَيْفِيَّتٍ

وہ مل گئے تو ضبط کی طاقت نہیں رہی
ساحل پر آکے موچ سلامت نہیں رہی
جلوؤں نے اُس مقام پر پہنچا دیا جہاں
مجھ کو تمیز وحدت و کثرت نہیں رہی

مشقیت

درشان سرای افغان
قبل مُرشدِ خواجہ حضرت سید وحید احمد
(نقوی بخاری حاشیتی رحمۃ اللہ علیہ مزار مبارک ٹنڈو آدم سنده)

اے مظہر نورِ لمبیزی یا خواجہ وحید احمد پشتی رح
اے مصادرِ حسنِ سخنی یا خواجہ وحید احمد پشتی رح
اے جانِ نبی جانانِ علیٰ اے روحِ رواں حسین وحسن
بے مثل والدزادات تیری یا خواجہ وحید احمد پشتی رح

جو در پر سوالی آتا ہے وہی گوہر قصد پاتا ہے
اے ابنِ سخنی اے آں سخنی یا خواجہ وحید احمد پشتی رح
اولادِ امام نقیٰ ہوتم اور فخر قطب د ولی ہوتم
تم فاطمی ہاشمی و مطلوبی یا خواجہ وحید احمد پشتی رح

محبوبِ معین و قطب الدین مطلوب فرید و نظام الدین
بے مثل ہے ذاتِ پاک تیری یا خواجہ وحید احمد پشتی رح
غمبز پر کرم کی اک نظر ہو جائے طفیل خواجہ گنجشکر رح
اے وارثِ عالم وارثِ علیٰ یا خواجہ وحید احمد پشتی رح

مختصر

درشان عالیشان قبلہ لار عارفان قطب ولایت
حضرت خواجہ مخدوم سید وحید احمد نقوی بخاری حضرت رحمۃ اللہ علیہ
(سبجادہ نشین حضرت سید جلال الدین رابع گل سرخ بخاری)

جانشین خواجہ گل خواجگان خواجہ وحیدؒ
قطبِ عالم قطب دیں قطب زماں خواجہ وحیدؒ
جان جان پنجتائی سلطان اہل عارفین
سید و مخدوم مرشد بے گمان خواجہ وحیدؒ
اہل ول، اہل نظر، اہل محبت کے لئے
کعبہ ہے واللہ تیرا آستانا خواجہ وحیدؒ
اک نظر سے آپ نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا
آج بھی جاری ہے فیض بیکاراں خواجہ وحیدؒ
زرہ زرہ ٹنڈو آدم کا منور ہو گیا
آپ کی آمد سے اے شاہ جہاں خواجہ وحیدؒ
از طفیل پنجتائی مسجد پر بھی ہو چشم کرم
در پہ حاضر ہے عنبر ناتوان خواجہ وحیدؒ

مُقَاتِمُ إِنْسَانِي

اک جلوہ اسرارِ نہسانی ہوں میں رازِ ہمہ گیری ہمسہ دانی ہوں میں
 مسجدِ ملائک ہوں ازل سے عنبر وہ حضرتِ آدم کی نشانی ہوں میں
 ازل کی ابتداء میں ہوں ابد کی انتہا میں ہوں
 نسبمچھ خاک کا پُتلا جمالِ کبر یا میں ہوں

 مرا ہونا نہ ہونا ہے نہ ہونا عین ہونا ہے
 وہ آئینہ ہے میرا اور اس کا آئینہ میں ہوں

 نسبمچھ خاک کا پُتلا جمالِ کبر یا میں ہوں
 میں مسجدِ ملائک ہوں، میں مقصودِ حقیقت ہوں

 پرستارِ محبت ہوں، محبت کا خدا میں ہوں

 نسبمچھ خاک کا پُتلا جمالِ کبر یا میں ہوں
 تخلیٰ حرمِ حُسْنِ صنم زینت گھرِ عالم

 حقیقت میں حقیقت گر حقیقت آشنا میں ہوں

 نسبمچھ خاک کا پُتلا جمالِ کبر یا میں ہوں

 کہنیں چاکِ گریاں اور کہنیں خودِ حُسْن پر نازل

 خود اپنا آپ ہوں شیدِ خود اپنا بستلا میں ہوں

 نسبمچھ خاک کا پُتلا جمالِ کبر یا میں ہوں

حرم میں بُتکدوں میں خانقاہوں میں سلجمیں
کہیں جلوہ فشاں میں ہوں کہیں قبلہ نما میں ہوں

زبھن خاک کا پتلا جمالِ کبریا میں ہوں

زمیں پر نکل پرستادوں میں، میں ہوں فضاؤں میں ہوں اور بہاؤں میں میں ہوں
حینوں میں ہوں گلزاروں میں، میں ہوں نگاروں میں ہوں، جلوہ زاروں میں، میں ہوں
سمدر میں ہوں اور کناروں میں میں ہوں پہاڑوں میں ہوں، آبشاروں میں میں ہوں
چمن کے مکیف نظاروں میں، میں ہوں کتابِ مجت کے پاروں میں، میں ہوں
ہر اک دور کی یادگاروں میں، میں ہوں گداویں میں ہوں شہریاروں میں، میں ہوں
حینوں میں ہوں غم کے ماوں میں میں ہوں میں ویناد بادہ خواروں میں، میں ہوں
حس سے حسیں ماہ پاروں میں میں ہوں ہر اک بستی و کوہ ساروں میں میں ہوں
میں زاہد کے ہر حق کے نعروں میں میں ہوں مُغْنی کے سازوں کے تاروں میں میں ہوں
مری رقصتوں کا ٹھکانہ نہیں ہے کہاں پر مرا آشیانہ نہیں ہے
ازل کی ابتداء میں ہوں ابد کی انہیا میں ہوں
زبھن خاک کا پتلا جمالِ کبریا میں ہوں

کیا آدم کو پیدا جب خدا نے اپنی قدرت سے مُنوز جنم آدم کو کیا انوارِ وحدت سے
مزین قلب آدم کو کیا عشق و مجت سے سَرَافِرَازِي عطا فرمائی پھر تاجِ خلافت سے
نَفْخَتُ فِيهِ مِنَ الْوَحْيِ كہا فاطمہ مجت سے کیا آنکاہ علومِ معرفت علم رسالت سے
فرشتوں سے کہا سجدہ کریں حُسْنِ عقیدت سے لرزُٹھے فرشتے حضرتِ حق کی جلالت سے

ملائکتے آدیتے عرض کی یہ ماجرا کیا ہے
 ہمیں فرمان سجد کا ہے یہ مٹی کا پتلا ہے
 کہا رب نے مرے اسرار کو بھی تم نے سمجھا ہے
 سمجھیں آنہمیں سکتا تمہاری ای وہ عقیدہ ہے
 خدائی میں مری یہ سب سے افضل اور اعلیٰ ہے
 یہ اسرار دو مذہب احادیث کا اک معتمد ہے
 کہ اس کی شکل میں اہم الہی صاف لکھا ہے
 یہ فرمایا خدا نے اس کا پیغمبرہ تم نے ویکھا ہے
 ہوا ارشاد رب آدمؑ کو پڑھ اسمائے ربانی
 حضورِ دل سے کی آدم نے پہلے حمدِ ربیانی
 ملائک اور فرشتوں پر عجیب طاری تھی جیوانی
 کہا آدمؑ نے خاص الخاص ہے یہ فضلِ ربیانی
 مرا ظاہر بھی نورانی مرا باطن بھی نورانی
 ازل کی ابتداء میں ہوں ابد کی انہی میں ہوں
 نہ سمجھ خاک کا پتلا جسالی کیریا میں ہوں

محمد حامد و محمود و احمدؓ کا ہے اک جلوہ
 خلقتُ اخلاقِ کھلایا کہیں ہے واحد و یکتا
 کہیں عاشقِ کہیں معشوق کی صورت نظر آیا
 بثانِ احسِنِ تقویم اپنا جبلوہ دکھلایا
 کہیں پر سے گدا صورت کہیں بادشاہ پایا
 کہیں پر بے نیازی اور کہیں پر اپنا خود شیدا

علیؑ کی شکل میں مشکل کشائی کس نے کی اک
 غَضَّفَةَ کس کو کہتا ہے زمانہ کون ہے حیدرؒ

دکھائے کر بلا میں کس نے اگر تنغ کے جو ہر
 کئے راہ خدا میں بڑھ کے قربانِ اکبر و اصغر
 ہے کس سے ہر مت کعبہ ہے کس سے عظمتِ منیر
 حقیقت آشنا و حق نگر حق بین و حق رہبر

یہ ثابت کر دیا منصور نے بھی دار پر چستہ کر
 اتاری شمس تبریزیؒ نے اپنی کھال خود بڑھ کر
 رہِ عشق و محبت میں دیا سرمدؒ نے اپنا سر
 چندید و بازید و شبیل و عطّارؒ میں آیا
 کہمیں پر غوثِ الاعظمؒ بن کے مُردوں کو کیا زندہ
 معینؒ الحق والملت بنا اجیسہ میں آیا
 ہر اک ذرہ ہوا روشن جہاںِ کفر و ظلمت کا
 بشانِ قطبؒ دیں دھلی میں نورِ حق کو چمکایا
 فرید الدینؒ زهد الانبیاء کے روپ میں آیا
 نظام الدینؒ محبوبِ الہی میں کہمیں چمکا
 کہمیں مخدوم صابرؒ بن کے عین حق نظر آیا
 کہمیں پر وارثؒ دُنیا کہمیں پر وارثؒ عقیٰ

جہاں کے ذریعے ذریعے سے عیاں ہے نورِ دحدت کا
میں ہر ہر روپ میں جلوہ فلگن ہوں دیکھ لو ہر جا
کہیں مولا کہیں بندہ کہیں داتا کہیں منگت

ازل کی ابتداء میں ہوں ابد کی انتہا میں ہوں
نہ سمجھو خاک کا پُست لا جمالِ کبریا پس ہوں
حرم میں جب رسول اللہ کا ہر سو ہوا چرچا کریے محوب صورت آپ اپنی مثل ہے کیتا
کوئی ان سا ہوا پیدا نہ کوئی آپ سا ہو گا ہر اک فرد وابشر سر کار پر تھا والہ و شیدا
مگر تو حید کا جب آپ نے اعلان فرمایا تو کفاروں میں ہر جانب ہوا کہرام سا برپا
کہا کفاروں نے یہ تو سمجھو میں آ نہیں سکتا یوں کوچھ پڑ کر ہم ایک خالق کی کریں پوچھا
تو کفاروں نے باہم بیٹھ کر اک دن یہی سوچا اندر ہیری رات میں سرکار د والا پر کریں جملہ
ہوئی جب قتل کی سازش تو حکم رب یہی آیا مرے محبوب تم یہ رب کی جانب اپنے نکل جانا
حضور پاک نے یہ رب کو مسکن اپنا ٹھرا یا یہیں سے دین حق پھیلا یہیں سے نام حق پھکا
ہوا جب فتح مکہ سرورِ عالم نے فرمایا ہے جاؤ الحق رحق الباطل فرمان مرے رب کا
حق آیا مٹ گیا باطل کہ باطل مٹنے والا تھا یہی ہے فیصل رب کا یہی ہے فیصل رب کا

نہ سمجھو خاک کا پُست لا جمالِ کبریا میں ہوں

میں رازِ کنست مکنستاً مخفیاً ہوں اے جہاں والو

نفخت فیہ من الدّوّجی سے میری شان پہچانو

میں وجہِ خلوق عالم ہوں مری ہستی کو پہچانو
 مجھے گردیکھنا ہے دیدہ بیتاسے تم دیکھو
 ازل ہی سے روزِ احمدیت کا رازِ داں میں ہوں عیاں میں نہماں میں نہماں ہوں عیاں میں ہوں
 مری تخلیق کیا ہے وجہِ تخلیق جہاں میں ہوں
 شرکیک کارداں ہو کر امیر کارداں میں ہوں
 امیں نورِ وحدت ہوں مکین ہر مکان میں ہوں
 ازل سے درحقیقت رازِ دارِ کن فکال میں ہوں

کبھی وحدتِ بخلوت ہوں کبھی کثرتِ فشاں میں ہوں
 گلوں میں رنگِ دبو مجھ سے بہاروں میں نہماں میں ہوں
 کہیں قطرہ کہیں دیکھو تو بحرِ بسکراں میں ہوں
 محیطِ کائناتِ کل، مکیں لا مکان میں ہوں
 مجھے کہتی ہے عنبرداریِ دنیا مگر عنسر
 حقیقت میں نہیں سمجھا کوئی مجھ کو کہ کیا میں ہوں
 ازل کی ایثار میں ہوں ابد کی انتہا میں ہوں
 نہ سمجھو خسک کا پستلا جمالِ کبریا میں ہوں

حُسْنِم کو بیت کدہ کو شیخ و ترس کو برہمن کو
 محبت اک لفڑے دیکھتی ہے دوست و دمن کو
 چمن میں کس کی رفتار قیمت نے کیا زندہ
 کلی کو گل کو غنچے کو جنت کو برگ سون کو
 کسی پر کل متاع زندگی قربان کی میں نے
 خرد کو غفل کو دل کو جبکہ جہان کو تن کو
 کہیں محشر نہ ہو جائے جاپ حُسْن میں رکھے
 ادا کونا ز کو عنزہ کو شو خی کو لڑکپن کو !!
 تمہاری اس نزاکت کے میں قربان کسے نشید دوں
 صبا کو شرم کو نیچی لظر کو با نکی چتوں کو
 نہیشہ دید کی خاطر یہ آنکھیں تکھتی رہتی ہیں
 دریچے کو درودیوار کو روزن کو حصلمن کو !!
 آنھیں مقصود کعبہ جان کر میں سجدے کرتا ہوں
 قدم کو نقش کو ابھے نشان کو شاہ رہن کو
 زمانہ ہو گیا افسوس عنبر نم کو سمجھاتے
 ستم گر کو صنم کو یار کو طف کل برہمن کو

ہر نظر سے پہاڑہ مسٹی ہے فیضِ عام ہے
اُن کی محفلِ ثیں بایس اندازِ دورِ جام ہے

اُن کے جلوؤں کی طاقت سے جبکہ اذنِ عام ہے
بچھر مرادِ ذوقِ نظر کبیوں مفت میں بُدناام ہے

اک نگاہ کیف پرور پر ہوا یہ حالِ شیخ
تند رپیر میں کدھ تسبیح اور احرام ہے

قدر کر گورِ غریبیاں کی مسافر قدر کر
یہ وہ منزل ہے جہاں آرام بی آرام ہے

جیت دار آئینہ بن کے دیکھوں رونے دوست
نور کا پیکر خُدا شاہد ہے وہ گل فام ہے

اُن کی رحمت دیکھیے محشر میں ہر ہر فرد سے
پوچھتے ہیں تم میں سے عنبر کسی کا نام ہے

وجودِ دو عالم وجودِ محبت
ہے تو رِحْقِیقت نمودِ محبت
ہر کس فرّتے پر تیرے نقشِ قدم کے
رہِ عشق میں لب ہلانا منع ہے
نظر سے ٹپھے جادُرو دِ محبت
یہ ان کی عطا پر ہے موقوف واعظ
اگر قلب پر ہو درِ محبت
نہ ساحل نہ منزل نہ نگر ہے عنبر
بہت سخت ہیں کچھ قیودِ محبت

ظُلم کے ترا نگست بَد ندا ہونا
پیراظف کر نہیں نہیں کے پریشاں ہونا
آپکی ذات سے کبھیوں ہو مجھے امید کرم
حاصلِ عشق کا جبکہ ہے پریشاں ہونا
اللَّمَدُ الْحَمْدُ مُجَبَّتٍ میں کفن پوش ہوں میں اللَّمَدُ اللَّهُ سے مِراثِ اچاک گریباں ہونا
مشغله ہے یہی پامالِ مُجَبَّت کیلئے یاد میں انکی ہم فوت پریشاں ہونا
داستان عنبر ناشاد کی کیا سُنْتَے ہو
تم پریشاںیاں سُنْ کر نہ پریشاں ہونا

اک حبلوہ اسرارِ نہایت ہوں میں
رازِ نہیں گیری ہے دالی ہوں میں
مسجدِ ملائک ہوں ازل سے عنبر
وہ حضرتِ آدمؑ کی نشانی ہوں میں

وہ اور ہوں گے جوش مس و قمر کو دیکھتے ہیں
ادا شناس تماہی نظر کو دیکھتے ہیں

جنون عشق میں سر کھ دیا تو اصل خرد
مری جبیں کو ترے ننگ در کو دیکھتے ہیں

وہیں سے نظم دو عالم ہے در ہم و بر کم
جو بدی بدلی تماہی نظر کو دیکھتے ہیں

وہی سمجھتے ہیں نیر نگیں اس محبت کی
نظر پچک کے جو حسن نظر کو دیکھتے ہیں

الہی جذبِ محبت کی آبر و رکھ لے
وہ آج پھر مرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں

سکون دل مجھے عنبر نصیب ہوتا ہے
وہ مسکرا کے جوزِ خم جگر کو دیکھتے ہیں

مشاعر کا جمیر شریف ۱۹۲۵ء

ستم ہے جرأتِ دیدار نبھی پانی نہیں جاتی
 تری تصویر بھی اب سامنے لائی نہیں جاتی
 محبتِ دو نگاہوں کے تصادم کا نتیجہ ہے
 پا آتشِ خود بھڑک ملحتی ہے بھڑکانی نہیں جاتی
 تمہیں کتنا تعلق ہے مجھے کتنی محبت ہے
 یہ نسبتِ خود سمجھنے کی ہے سمجھائی نہیں جاتی
 نگاہیں کب منیں کب دل گیا کس نے یا عنبر
 یہ وہ تاریخِ ماضی ہے جو دُھرانی نہیں جاتی

وحدت کے جوابات میں کثرتِ نظر آئی
 ہر جلوے کی تمہیں دمحبتِ نظر آئی
 بے ساختہ کچھ دل نے کہا مجھ سے تڑپ کر
 اچھی سی جہاں بھی کوئی صورتِ نظر آئی
 بے پرده جب ان کے رُخ پر لوز کو دیکھا
 واللہ حقیقت ہی حقیقتِ نظر آئی
 ہر دل میں ملا دردِ محبتِ مجھے عنبر
 ہر آئینے میں ایک ہی صورتِ نظر آئی

ترے بیمار کا اب تو یہ عالم ہوتا جاتا ہے
کہ ہر تار نفس پر وردہ غم ہوتا جاتا ہے

کچھ ایسی لذتیں پائی ہیں دل نے بھر جانے میں
دل ٹکیں اب منت کش غم ہوتا جاتا ہے

خدا کے واسطے آجائو پر سے ذرا یا ہر
کہ اب بندہ تمہارا بندہ غم ہوتا جاتا ہے

اس کہتے ہیں معراجِ محبت لے خرد والو
مرا فتشہ سر اپا نقشہ غم ہوتا جاتا ہے

کمالِ عشق ہے راہِ محبت میں فنا ہونا
فرانہ اپنا عنبر قصہ غم ہوتا جاتا ہے

”سلطان پور ۱۹۳۶ء“

شبِ هبتاب ہے دو شرابِ ارغوانی ہے
خُدا رُخھے میسرابِ تو اطفِ زندگانی ہے

تمہارا حُسن کیا ہے سازِ زنگِ شادمانی ہے
ہمارا عشق کیا ہے سوزِ غم ہائے نہایتی ہے

وہ جب مجھ سے بچرڑتے ہیں تو کہتے ہیں کہم کیا ہو
کسی کوہم نے سمجھا ہے کسی کی ہم نے مانی ہے

زنگا ہیں جب ملاتے تھے زنگا ہیں اب چُراتے ہو
لڑکیں پھر لڑکیں تھا جوانی پھر جوانی ہے

چھے جو دیکھتا ہے بیٹھ جاتا ہے وہ دل ختمے
یہ کس انداز کی ظالم تری اٹھتی جوانی ہے

مجھے ڈر ہے کہ انکھیں اشک آؤ ڈنہ ہو جائیں
نہ سننے گا سننے گا مری پر غم کہانی ہے

آنھیں دیکھا جہاں غیرِ بزاروں و سوے سے آئے
جتوں عشق کیا ہے مستقل اک بدھمانی ہے

جو تیری تظریج سے بر کم نہیں ہے
زمانہ مخالف رہے غم نہیں ہے

محبت کی چشمِ عتاب اللہ اللہ
وہ بر کم بھی ہے اور بر کم نہیں ہے

غمِ عشق نے رنگ بدلا ہے شاید
سُکوں کا وہ پہلا سا عالم نہیں ہے

محبت کا پہلا قدم ہے وہاں پر
جہاں پر جبینِ دُعَالِم نہیں ہے

مزہِ جب ہے خورشید کو جذب کر لے
جو کر لون سے کھیلے وہ شبِ نہیں ہے

سے ذوقِ طلب میں شعورِ طلب گر
تجلیِ حسنِ بُستاں کم نہیں ہے

تصویر میں اکثر وہ آتے ہیں عنبر
کرمِ آن کا مجھ پر یہ کچھ کم نہیں ہے

بآسانی کہیں شاداں دل ناشاد ہوتا ہے
بڑی یہ بادیوں کے بعد یہ آباد ہوتا ہے

ٹھہرے گردش دوراں وہ جنہیں میں آتے ہیں
سر پا پوشن ہو کر گن کہ کیا ارشاد ہوتا ہے

پیامِ صدمصیت جانتا ہوں اک تسلیم کو
لز جاتا ہوں جمدِ خوش دل ناشاد ہوتا ہے

قفس کی تیلیو اٹھو گلے مل لوپٹ جاؤ
کہ قیدِ زندگی سے اک ایسا زاد ہوتا ہے

کہاں پہلی سی عنبرِ رسمِ شاگردی و استادی
جو اک مشرع بھی کہدیتا ہے اب استاد ہوتا ہے

”آل انڈیا مشاعرہ بڑودہ ۱۹۳۶ء“

تپش ہے آفتابِ حرثہ کی افسانہ دل میں
زبان سے کچھ کہا تو آگ لگ جائی گی محفل میں

سمائے کیا گل و ریحان کی رنگی ننگا ہوں میں
جمال یار کے جلوے میں پوستہ مرے دل میں

غزلیقِ سجدہ بحرِ حادث کون ہے یار ب
یہ کسِ حسرتِ زدہ کی لاش ہے آنوث میلانیں

معاذ اللہ یہ ذوقِ خود آرائی و خود بیینی !
کہ ہر چھپوٹا ٹراہتے سرِ سجدہ انکی محفل میں

یہ مقتل ہے جمازِ سروشانِ محبت کا
خدا جانے نظر کیا آگیا شمشیر قاتل میں

محبت کی خلش ہے یا کھڑک تیرے پیکاں کی
رشم ایجاد تو خود دیکھ لے آکر میرے دل میں

پہنچ ہی جائیں گے عنبرِ ارادہ اپنا کامل ہے
نہیں کچھ اختیار رہنا آفتگی منزل میں

”عزل“

ادراک سے بُلند ہے وہم و گھاٹ سے دور
 دل میں جو ایک راز ہے لفظ و بیان سے دور
 ارض و فلک سے دور مکان و زمان سے دور
 پہنچا ہوں جستجو میں تری لا مکان سے دور
 یہ بھی ہے اک فریب پتک طستہ نگاہ
 اس طرزِ بندگی میں ہے دیوانگی کی شان
 سجدے تو کر ہوں مگر آستان سے دور
 وہ ہر دار سے میں مری ہتی میں خبلوہ گر
 چاہے مکان سے دور ہوں یا لا مکان سے دور
 شاید اسی پختہ ہور و دادِ آشیاں
 چمکیں تھیں جلبیاں جو بھی آشیاں سے دور
 اب مجھ کو امتیاز نشاڑا لم کہاں
 محبتِ جمال ہے سود و زیان سے دور
 حدِ تعیتات کی منزل گزر چکی
 اب تو حرمِ عشق ہے نام و نشان سے دور

 ذوق طلب شور طلب پر ہے منحصر
 عنبر و میں سے پاں ہے منزل جہاں سے دور

چفا نئے دوست جو پیغم نہیں تو کچھ بھی نہیں
نفس نفس میں اگر عزم نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ ربط و ضبط جو باہم نہیں تو کچھ بھی نہیں
خوشی کے ساتھ اگر عزم نہیں تو کچھ بھی نہیں

ترے حضور میں آداب بندگی کی قسم
خلوصِ دل سے جو سرخم نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہر ایک گام پر سجدے ہر ایک قدم پر سلام
رہ طلب میں یہ عالم نہیں تو کچھ بھی نہیں

مری لگاہ تو ہے وقف، بہر نظر ار
تجلیات کا عالم نہیں تو کچھ بھی نہیں

فرشته بن کے رہے عالم وجود میں کیا
وقارِ عظمتِ آدم نہیں تو کچھ بھی نہیں

مشاهدات سے ثابت ہوا ہے اے عنبر
جو کوئی مولن و ہمدرم نہیں تو کچھ بھی نہیں

وارداتِ قلبی

بنالیا جو حقیقت نے رازدار مجھے
 بہارِ محجہ کو خزان ہے خزان بہار مجھے
 نہیں ہے اب تو کسی شے پر اعتبار مجھے
 میں جاتا ہوں زمانہ ہے اک فریپ سیں
 ہزار زنگ میں ہے خلوٰہِ جمالِ حسین
 نہ کیفِ جام و سُبُو ہے ناطفِ امشوف زنگ
 زمانہ دیکھ رہا ہے عجب لگا ہوں سے
 ترے شارِ حصہ لے لگا ہے یار مجھے
 حoadثاتِ زمانہ کا مجھ کو خوف نہیں
 ابھی تو ہے ترے وعدتِ اعتبار مجھے

ہمیشہ رہتا ہوں سیماں کی طرح عنبر
 کہیں کون نہیں ہے کہیں قرار مجھے

“مشاعرہ بزمِ عِرافتِ اقبال جنڑی گوجرانوالہ”

جو بے پرده اگر حسین و جمال یار ہو جائے
جمال کا ذرہ ذرہ مطلع النوار ہو جائے

کرم کچھے کرم کچھے کرم کی بار ہو جائے
اگر سرکار ہاں کہیں تو بیڑا پار ہو جائے

یہی آئین ہے راہِ محبت میں فنا ہونا
کوئی مجبور ہو جائے کوئی مختار ہو جائے

مزہ جب ہے جنونِ عشق اپنا نگلے آئے
رہا الفت میں ہر ہر مرحلہ دشوار ہو جائے

نظر کی وسعتیں ہوں کم سے کم اتنی تو اے غیر
مُزین کعبہِ دل میں جمال یار ہو جائے

”سلطان پور ۱۹۲۶ء“

چکلیات

تجھی بُتاں سے کی حَم میں رُشْنی ہم نے
بایس صورت بدل ڈالا مذاقِ زندگی ہم نے

کسی صورت نہ پایا جب کوں دا گئی ہم نے
تو مجبوراً بدل ڈالا نظرِ امرِ زندگی ہم نے

ترے ہوتے ہوئے جانِ دو عالمِ بزرگِ امکان میں
بڑی مجبوریوں سے کافی ٹھائے زندگی ہم نے

خیالِ شکوہ بے الثقافتی بھی نہیں آیا
تمہاری یاد کو جب سے بتایا زندگی ہم نے

دل کر تر سوزِ محرومی سے بہلا تے ہے غیر
نہ کی لیکن گوارا حُسن کی بے پردگی ہم نے

بیہاں تو ہر درود یوار سے حسرت برستی ہے

یہ دُنیا کے محبت ہے کہ دیوانوں کی لستی ہے

کوئی آتا نہیں یہ دیکھو کر کوئے محبت میں

بیہاں رہتے ہیں دیوانے پر دیوانوں کی لستی ہے

تمہیں حُسْنِ محبت کی قسم بے پردہ آجاؤ

کہ اب میری نگاہِ شوق سے حسرت برستی ہے

مرا فدہ ب محبت ہے میں بندہ ہوں محبت کا

مرا مشرب ازل کے روز سے وارث پرستی ہے

وہی منزل تو عنبر کاروانِ دل کی منزل ہے

جہاں ہیتُ ہی جستُ ہی جہاں متی ہی متی ہے

فروزان میں تری ہر ہر دا میں بجلیاں اب تک
مرا ہر ہر لفڑی ہے کامیابِ امتحان اب تک

نقوشِ پائے جاناں اب مرے سی جوں سے نتھے ہیں
اُذل سے ہے خبینِ شوق جزو آستاں اب تک

مری ہستیِ معمت ہے حقیقت میں نگاہوں میں
مرے ہر ہر لفڑی میں ہے صدائے تمن فکاں اب تک

خیالِ احترامِ حسنِ محظہ کو آگیسا ورنہ !
نہ جانے عشق نے پہنچا دیا ہوتا کہاں اب تک

لبِ منصورہ کی لغزش بنی ہے یاعث نحمت
وہ ہر ہر رازِ داں سے ہو رہے ہیں بدگاں اب تک

وہی منزل تو عنبر کاروانِ دل کی منزل ہے
بھٹکتے پھر رہے ہیں خضر سے انساں جہاں اب تک

ہر نگ میں ہر پیز میں ہر سو نظر آیا
خود میری ہی صورت میں مجھے تو نظر آیا

حیراں ہے مجھے صورت آئیتہ سمجھو کر ا
جب جلوہ رُخ سار پری و نظر آیا

غُشّاق گرے سجدے میں محاب سمجھو کر
جس وقت ترا گو شہ ابر و نظر آیا

مجھ کو کوئی شکوہ ہے نا اب کوئی شکایت
غم سارے غلط ہو گئے جب تو نظر آیا

شب بھرم فرقت میں تڑپتا رہا غنیمہ
آرام نہ اس کو کسی پہلو نظر آیا

عشق کا اپنے جب کیا اظہار
ہنس کے بولے خدا کی قدرت ہے
مئے سے تر ہوں گے جہیہ و دثار
آن واعظاً تری شیافت ہے
وہ بھی برسم میں ہم بھی ہیں رسول
دل کا آنا بھی اک قیامت ہے

تحاذیب پر جو وہ جہسہ الفور تھام رات
چپ کا نکے بخوم مقدار تھام رات
لوب پر انھیں کام ہے دل میں انھیں کی یاد
مصطفیٰ آہ و نالہ ہوں دن بھر تھام رات
محبوب خیالِ زلف و رُخ یار میں رہا
انھیں حلوہ پاشیاں مرے دل پر تھام رات
عیر تصوراتِ رُخ دوست کے شار
تحاصل یارِ محبوہ کو میسر تھام رات

اس ادلے چارہ در دھگر کر کے نہ جا جامگردی نیا نے دل زیر و زبر کر کے نہ جا
مبہری جانب سے نگاہیں بھیپر کر او فتنہ گر اس طرح تاریک فُنیا نے لنظر کر کے نہ جا
اوتنا فل کیش اتنی عرض ہے شامِ الم مُبتلا نے رنج و غم قلب دھگر کر کے نہ جا
شمیح جان پھر کے بھڑک اٹھئے گی آنسوؤں سے تو مردے ملن کی ترکر کے نہ جا

تصویر کیضچ کر دل آشافتہ کام کی تشکیل کر رہا ہوں جہاں کے نظم کی
آپھر مجھے فریب و فادے کے کوٹے تھیمیں ہو چکی ہے دل ناتمام کی
تاریک ہو گئی مری نظروں میں کامنا تدا بھی جواں جھلک کسی ماہ تمام کی
کر کے عدو کے سامنے رو دادِ ابیاں
تو میں کر رہے ہیں وہ عنبر کے نام تھی

تصویر میں وہ بے حجاب آرہے ہیں جوابِ من و تو اٹھے جا رہے ہیں
نقاب آپ نے آج مٹی ہے رخ سے ستارے فلک سے گئے جا رہے ہیں
جو کہتے شے مجھے سے کریں گے وفا ہم وہی آج خود دل میں شرم رہے ہیں
ذرا ہوش میں آسے بھل آج عنبر
منا ہے کہ وہ بے نقاب آرہے ہیں

ہر سانس زندگی کا ہے دو بھرت رے بغیر
بے کیف ہے بہار کا منتظر رے بغیر

بے نور ہو گئے مہہ واختر رے بغیر
سو یا ہوا ہے میرا مقدار رے بغیر

سوزش جگر کی دل میں تڑپ لب پاہے مائے
بے کیف زندگی ہے تنگر رے بغیر

آجامر یض غم کا سنبھلنا محال ہے
دشوار موت بھی ہے تنگر رے بغیر

ہر ہر شکست پر مری منزل تما ہے
ہر ہر کھڑی ہے فتنہ محشر رے بغیر

یوں دن گزر رہے میں غم کائنات میں
حیثیت رزدہ ہے عنبر مقصط رے بغیر

اسی کو دل اسی کوں کوں دل بھتا ہوں تمہاری پاد کو کوئی کامال بھتا ہوں
میرے ذوق جس کو خدا رکھے یہ عالم ہے ترے بر قش پا کو سجدہ گاہ دل بھتا ہوں
وہ ہونگے اور جو گھیرائیں طوفانِ خواستہ میں ہر ہون کو اپنا مستقل سمجھتا ہوں
درِ وارث ہے عنبر اور میری جبہ سائی ہے
مذاقِ بندگی کا اسکو یہی حاصل سمجھتا ہوں

جو تیری فکر تری یاد میں خراب نہیں وہ زندگی تو محبت میں کامیاب نہیں
جمالِ حسن پر وہ نہیں نقاب نہیں باسِ نظامِ ہمی نظارہ کامیاب نہیں
اصولِ دیدِ تماشائے بے جواب نہیں جو آنکھ دیکھ رہی ہے وہ کامیاب نہیں
ہر ایک ذرے سے جلوہ نمائیاں اُنکی وہ بے جواب میں حالانکہ بے جواب نہیں
سبھل سنھل اسے دلزادہ مجاز نہیں پسِ نقاب ہے جلوہ سرِ نقاب نہیں
یہ کائنات یہ زمگینیاں یہ مدبوشی تمامِ خواب کا عالم ہے اور خواب نہیں
سکونِ عشق میں توہینِ غشن ہے ناداں وہ زندگی ہی نہیں جس میں اضطراب نہیں
بس اب توہامنے آجاکرہ میں نے مان لیا ازل سے لیکر ابذنک ترا جواب نہیں
خیالِ یار سے ہے رابطِ خاص اے عنبر
خراب ہو کے بھی دُنیا مری خراب نہیں
جمالِ یار کے جلوؤں کے سامنے عنبر
یہ آفتاب تو ذرہ ہے آفتاب نہیں

ہم محبت میں عجب نیزگیاں دیکھائے
اپنے دل کو اور خود سے بدگماں دیکھائے کیے

اس تفافل کا برا ہو عمر یونہی کٹ گئی
اُس کے کوچے کو، کبھی سوئے چنان دیکھائے کیے

اللہ اللہ رے مرے مشق تصور کا کمال
ہم ہر اک فرزے کو سنگ آستاں دیکھائے کیے

وہ مسلسل انکے جلوؤں کی تسلیم ریز یاں
یعنی دل پر جلیوں پر بجلیاں دیکھائے کیے

یاس کے عالم میں وہ دامن یا پا کر چل دیتے
ہم بڑی حمرت سے سوئے آسمان دیکھائے کیے

اینی بر بادی بھی اے غبار وہ عبرت کوش ہے
حیرق در آغوش اپنا آشیاں دیکھائے کیے

دو عالم کو بے خود بنایا ہے تم نے
وہ زنجین جنود دکھایا ہے تم نے

بیانِ محبت پہ نظر میں جھگا کر
یقینِ محبت دلایا ہے تم نے

خدا کی قسم یاد ہے وہ زمانہ
میں رُوٹھا تو اکثر منایا ہے تم نے

محب بے خودی میں گلے سے لگا کر
محبت کا جھول جب لا یا ہے تم نے

منور ہے دل اور مکیفِ نظر ہے
وہ پر سوز نغمہ سنایا ہے تم نے

کبھی پاس آ کر کھسی دور بیٹ کر
محبہ ہر طرح آزمایا ہے تم نے

ہمیں بھی ہے القت تجھی کو نہیں ہے
یہ غیر کو اکثر جلتایا ہے تم نے

ہوا ملیوں خود بڑھ کر سرفار بیباں پر
جنوں کا اس قد احسان ہے میرے گریباں پر

تمہاری ہر گھڑی کی بے جا بی رنگ لائے گی
قدا عالم نہ ہو جائے تمہارے روئے تا باں پر

نہ مجھ کو مر نے دیتے ہیں نہ مجھ کو حیتے دیتے ہیں
خدا کی شان اتنے ظلم ہیں انساں کے انساں پر

یہی ہے آزو دل میں یہی ہستہ ہے اب میری
کہ اپنی جان کو قربان کر دوں شاہ خوبیاں پر

خدا جانتے زمانہ کم سنی کا کیسے گز را ہے
بہار آتے ہی دیوانتے ہوئے رنجسار جاناں پر

صدر شکِ کیفیات ہے میری نظر کا کیف
 ان کی نظر سے پایا ہے شام و سحر کا کیف
 راہ طلب میں دیر و حرم سے غرض نہیں
 حاصل مری جبیں کو ہے اُس سنگ در کا کیف
 ان کے تصورات میں کھو یا گیا ہوں میں
 میسر جنونِ عشق کا عالم نہ پوچھیے گر کا کیف
 ہے قلب میں وہ حیثیت آئینہ گر کا کیف
 لایا ہے رنگ اب مرے خم جگر کا کیف

ان کے رُخ سے نقابِ اٹھا دیجھا نور ہی نور بر مَلاد دیجھا
 جب خودی کو مٹا دیا دل سے ہر طرفِ حبلوہ خَدَاد دیجھا
 پل میں قط کر کو کر دیا دریا یہ کرم ہم نے آپ کا دیجھا
 عشق کی یہ کرشمہ سازی ہے شکلِ انسان میں خَدَاد دیجھا
 ذریعے ذرے میں ساری گنجائے حسن اپنے ہی یار کا دیجھا
 ساقی مئے کلدہ کھیں پایا کہیں مسجد میں پار ساد دیجھا
 کہیں مقصود کا سنا ت بننا
 کہیں عنبر فقیر ساد دیجھا

محبت بھری اک نظر چاہتا ہوں میں تکین در و بگر چاہتا ہوں
ہٹا دو ذرا رُوئے روشن سے پردہ میں تمیل ذوق نظر نیا چاہتا ہوں
مبارک ہوا ہد کو کعبہ مبارک میگر میں ترانگ در چاہتا ہوں
مری آخری اک یہی ہے تھتا تمہی کو میں پیش نظر چاہتا ہوں
بنایا ہے تمہور عنبر کو جس نے
وہی بہکی بہکی نظر چاہتا ہوں

خوشی اور تمہاری خوشی چاہتا ہوں
یہی ہے تم تھا یہی چاہتا ہوں
جہاں صرف ہوں آپ ہی آپ اور میں
اک ایسی نئی زندگی چاہتا ہوں
تیر آستانہ ہوا اور میرا سر ہو
محبت میں وہ بندگی چاہتا ہوں
پلا دے نگاہوں سے اک جنم ساقی
نظر سے تری بے خودی چاہتا ہوں
مُنقش مرے اور ج دل پر لے عنبر
شبہہ وارث دیں کی چاہتا ہوں

نظر آجا میں ترپانے والے
قیمت پر قیمت اڑھانے والے

نوازش کا عنایت کاشکر
دکھانے اک جملک چھپ چانیوالے

بدل دے پیری قیمت بھی بدلے
کرم کی بارشیں برسانے والے

ٹھیکہ اپنا بن کر بھی رہوں گا!
مری ہرالجھن کر انے والے

تصویر میں ہوں سجدہ ریز صدم
خیل کی فضا پر چھانے والے

ادب سب بھی مسکرا کر دیکھتا جا
نگاہیں نیچی کر کے جانے والے

ہر اک شے کو فنا بے کہہ دو غنبر
نہ اترائیں یہاں اترانے والے

اک کیف ہر گاہ سے برسا رہے ہو تم ہر شے میں آج کیسے نظر آ رہے ہو تم
میں پر نیاز ہوں مجھے رہتے دو بے نیاز نظر یچھکائے کیا مجھے سمجھا رہے ہو تم
یئر مگی ادا یہ تبسم یہ برہمی کتنے جیں آج نظر آ رہے ہو تم
معراج پر ہیں حُکُمِ تصویر کی منزیں ہر لمحہ میرے پاس نظر آ رہے ہو تم

و سکھر تسلیاں دل عنبر کو بار بار
یہ تو بتاؤ آج کہاں جا رہے ہو تم

محبت میں اتنا مٹا جا رہا ہوں خود اپنی نظر سے گرا جا رہا ہوں
تچھے سمجھی محبت مجھی سماں فار میں فرقہ میں تجوہ ساہوا جا رہا ہوں
میں اپنی زگا ہوں پر قربان ہو کر اداوں پر تیری مٹا جا رہا ہوں
دہائی اپنے ناخدا سے محبت لٹا جا رہا ہوں لٹا جا رہا ہوں

وہ جائیں تو دامن سکڑ کے یہ کہنا
کہ او جانیوالے مٹا جا رہا ہوں

ہر فس، ہر نظر سے کھیل جائے
یعنی ہر رہنگر سے کھیل پتکے

ہم میں بیگانہ بھارو خزان
ہوس بال و پر سے کھیل پچھے

تلخیشی زندگی ارے تو یہ
فکر پشام دھسے چیل پچھے

بیں فریب نظر یہ دیر و حسید
ہم ہر اک سنگ دری سے کھیل چکے

اس آئی نگردن شری دوراں !
فتنه فتنہ گرے کھیل بچے

کے نظر بروں سے وہ نمک پایا شی
میرے زخم جگر سے کھیل پچکے

اُن کے جلوؤں میں کم ہوئے عنبر
حُسنِ حیثت نظر سے کھیل پڑھے

میں جاتا ہوں وہ ظالمِ شعرا بھی ہے
اُسی کے عهدِ محبت پر اعتبار بھی ہے

ہے اضطراب کہیں پر کہیں قرار بھی ہے
اصولِ دید میں تکمیلِ انتظار بھی ہے

فسانہ شبِ فرقہ کو پوچھتے کیا ہو
جہاں طویل وہیں اس کا اختصار بھی ہے

کسی کی یاد نے پہنچا دیا وہاں مجھ کو
جہاں وصال بھی ہے اور فراق یا ریبھی ہے

خدا کا خاص کرم ہے یہ اپنے عنبر پر
گدلتے آں نیٹ خاک چساریا ریبھی ہے

نہ پوچھ عنبرِ نگیں مزاج کی حالت
وہ پارسا بھی ہے ظالم وہ بادہ خوار بھی ہے

”مشاعرِ دینوی شریف“ ۱۹۷۲ء

محبّت کی دنیا محبت کا عالم
خدا کی قسم ہے قیامت کا عالم

تری جستجو میں نظرِ مُضطرب ہے
یہ اندوغم یہ مصیبت کا عالم

براک شے میں تیری سی تصویرِ بھی
یہ ہے میسے ذوقِ بصارت کا عالم

جسے دیکھتا ہوں وہی سر نگوں ہے
ترے دار پسجدوں کی کثرت کا عالم

جبیں وقفِ سجدہ ہے اب انکے درپی
کمالِ عقیمتِ رت عبادت کا عالم

دریار ہے اور جبیں اپنی عنابر
بلند نی پہے اپنی قسمت کا عالم

جب سے کسی نے اٹا بے گو شر نقاپ کا
نقشہ بدل گیا دلِ خانہ خدا ب کا

اُن کے تصورات میں گم ہو گیا ہوں میں
اب تک وہی اظہر میں بے عالم شباب کا

تنقید حالِ رند پر اچھی نہیں ہے شیخ
کچھ خوف ہی نہیں تجھے روزِ حساب کا

وہ حُسن یار جس کی اُزال میں نمود تھی
اور حوصلہ مری نگہب نہ انتخاب کا

پھر دیکھ لیجئے مجھے نجی لگاہ سے
طالب نہیں میں سا غرومینا اشرب کا

یہ شعر گوئی اور یہ تر نم کلام میں اس
عہبر ہے فیض خسر و عالم جناب کا

کچھ اس انداز سے دو چار ہوں میں اپنی منزل سے
کبھی نزدیک منزل ہوں کبھی ہوں دو منزل سے

چلی جب کشتنی جوش بجنوں بجہ محبت میں
مبارکباد کی آئی صدراً علوش ساحل سے

خدا جانے یہ تکمیلِ محبت ہے کہ ناگامی
پہنچ کر اپنی منزل پر پڑت آتا ہوں منزل سے

نظامِ عالم امر کاں کہیں برہم نہ ہو جائے
محبت کے اگر شعلے بھڑک آئے میرے دل سے

خوشنادہ دو رنگیں اوستم گر جب تعلق تھا
ترے دل کو مرے دل سے مرے دل کو ترے دل سے

کریں اہل نظر حستہ رہ میری بے قراری پر
تڑپنے کی اواسیکھی ہے میں نے پیغ قاتل سے
وہ آئیں یا نہ آئیں اس کا مجھ کو عنہ نہیں نہیں عنبر
مگر آن کا تصور مٹ نہیں سکتا مرے دل سے

یہ کیا کہ پرده رنگیں اٹھا کے جاتے ہو
ہمارا ظفر نظر آزمائے کے جاتے ہو

نظر ملا کے نظر میں سائے جاتے ہو
حوالہ وہوش پہ بھلی گرائے کے جاتے ہو

یہ کیسا تغمہ رنگیں ستائے کے جاتے ہو
کربے نیازِ دو عالم بتائے کے جاتے ہو

ہر اک نگاہ سے دے دے کے یوں پیام سنکوں
روائے روزِ قیامت اٹھا کے جاتے ہو

وہ زندگی میں جسے زندگی سمجھتا ہوں
تم اٹھنوں میں اُسی کو پھنسا کے جاتے ہو

نگاہیں پھیر کے اس پئے رخی کے ساتھ حضور
کسی غریب کے ارمائیا کے جاتے ہو

خموش تھی ابھی عنبر کے درد کی دُنیا
نظر ملا کے اے بھی جگائے جاتے ہو

کسی کی چہرہ مسری جانب نظر سے
نظر ام زندگی زیر و زبر ہے

اڑے لیے مقاموں سے گذر جا
جہاں وہ جانِ عالم جلوہ گر ہے

وہ بے پرده ترپ کر آئے گئے ہیں
اب اپنی داستانِ بھی مختصر ہے

ایہی خیزد ہو مقصومِ دل کی!
کس کی چہرہ مسری جانب نظر سے

گلے ملن کسی کا اوڑھ چھڑنا
وہ منتظر راج تک بینظیر نظر سے

یہی ہے بندگی اب اپنی عنبر
جیتن شوق ہے وارثت کا در ہے

بیمارِ محبت ہوں آ جا بیمار کو اچھا کون کرے
اک درد جو دل میں رہتا ہے اب اُسکا مدارا کون کرے

پردے کو اٹھاتے ہی ان کے ہم عقل و خرد کو ہو بیٹھے
اب ہوش یہاں پر کس کو ہے جلوؤں کا نظارہ کون کرے

میر اللہ ادھر یہ عالم ہے ہوں چاک گریاں سرگردان
اور ان کا تقاضا نے فطرت راحسان تھنا کون کرے

اک بار بہٹا کر پردے کو اک بار گرا کر پردے کو
اک بار ذرا پھر کہہ دیجے دلوان سے پرده کون کرے

وہ خود ہی نقاب اٹھادیں گے گر عشق ہمارا کمال ہے
عنبہ نے بھی اب یہ سوتھ لیا کہ عرض تھنا کون کرے

تقریر کو تدبر کے سامان نہیں معلوم
انسان کو خود غلطت انسان نہیں معلوم
تخلیقِ مری باعثِ تخلیقِ جہاں ہے
کیا یہ تمھے اے گردشِ وراث نہیں معلوم
ہوں محظیاں رُخِ محبوبِ ازل سے
دامن کا پتہ ہے تو گریاں نہیں معلوم

شاید ہے یہی منزلِ مقصودِ محبت
صرح نہیں معلوم گلستان نہیں معلوم
ممکن نہیں میخوارے اس منے کی تاریخ
زادہ تمھے کیا مشربِ زندگی نہیں معلوم
غیروں کی شکایت نہ اپنوں کا گلہ ہے
محکوم بھی مرا حال پریشان نہیں معلوم
اندازِ ستم میں بھی کرم اُنکے نہاں میں
وہ ہوتے ہیں یوں بھی تو نہ بار نہیں معلوم

اللہ سے یہ وسعتِ میدانِ محبت
ہر چیز ہے بازی کی طفلاں نہیں معلوم

یہ پیر طریقت نے بتایا مجھے عذر

ہر شے میں ہی رہتے ہیں پہاں، نہیں معلوم

خوشی سے سُن تو رہے ہیں وہ داستانِ میری
بڑی خیں ہیں ناکامیا بیانِ میری

ای امید پرے مرگ ناگہاںِ میری
وہ دیکھ جائیں تو ہو ختمِ داستانِ میری

حُسین جنگیں حُسین رخشیں حُسین شکوئے
ہے شاہکارِ حسینوں کا داستانِ میری

شبابِ ان کا دلِ ان کا ہراکتِ ادا ان کی
ذوقِ کوئی میرانہ داستانِ میری

وہ کس خیال میں افسرود ہو گئے یا رب
سکون پذیر ہیں کیوں بیقرار یاں میری
محبتِ ایک سمندر ہے وہ بھی پایاں
بلیں ہے کتنی دل ڈوبنے کیاں میری

وہ بے کسی کازِ ما نبھی یاد سے غیر
خود لپنے حال پر نامہ ربانیاں میری

کیے اختلافات قطع ہم نے مٹا دیا حرف آرزو کا
صفات میں ذات کو جو پایا مقام آیا وہیں پہ ہو کا
نہ دیکھ سکتا ہوں ان کی جانب نہ آہ موقع ہے گفتگو کا
رقبہ ہیں اردو گردان کے خیال ہے حفظِ آبرو کا
نہ باغِ جہت سے کامِ مچھر کو نہ حور و علماء سے کچھ غرض ہے
برنگِ نلیں میں اے گلِ ترا سیر ہوں تیری آرزو کا
اہی کس کس پہ آفت آئی ہوئے تہ تینغ کتنے عاشق
کہ صبح سے آج قتل گہہ میں بلند تھا شورِ قتل کو کا
دعا نے عنبری ہی ہے ہر دم قبول کرنا اسے اہی
ملانا احباب کا تو کیسا نہ غم دکھانا مجھے عرو کا

ترا خیال فقط کر کے لنشیں میں نے مسادیا ہے جو تھا فرقِ کفر و دیکھیں نے
جو ماسوں سے ہٹائی نظر کہیں میں نے مشاہداتِ حقیقت کئے میں نے
کبھی یہ وہم کر میں کیا مرا وجود ہی کیا کبھی لقیں کہ کیا ہُن کو حسیں میں نے
محبت اور محبت میں وہ سے دل کے بنایا خود ہی زمانے کو نقطہ چین میں نے
جنونِ عشق پر دُنیا کو کیوں یہیت دے گے دُنیا کو بنایا ہے گریاں کو آستین میں نے
شجودِ شوق پر دُنیا کو کیوں یہیت دے چکتے ذرول پر کھدائی گز جیں میں نے
ہزار ہے مردانِ حجم میں حبلوہ نگیں ترا جوابِ نیپا یا مگر کہیں میں نے
نکیوں ہونا زمُحَّے لپتے بخت پر عنبر کہ سجدہ ریزی کو پایا در معین میں نے
ہزار بار میں مرمر کے جی اُسٹھا عنبر
گنی زبان سے قائل کے آفریں میں نے

الحمد لله رب العالمين

نہ دل کو چین نہ شب کو قدر رہتا ہے
مریضِ عزم کا عجب حال زار رہتا ہے

ازل سے اپنی جمیں وقفِ بابِ جاناں ہے
سجد شوق کا کس کو شمار رہتا ہے

ادھر بھی دیکھ لے آئینہ دیکھنے والے
دلِ شکست بھی آئینہ دار رہتا ہے

جو ہو سکے تو رے چشمِ نیم باز سے دو
کر اُس نگاہ کو شوقِ شکار رہتا ہے

کچھ اس طرح وہ مری زندگی پر جھائے میں
کہ جیسے سائیہ پرور دگار رہتا ہے

سما را چاک گریاں ہے وہ بھی مضطرب ہے
سکون آن کونہ محجہ کو قدر رہتا ہے

خدا گواہ کہ عنبر کو اب تو آٹھوں پئی
خیالِ زلف و فرجِ حسن یا رہتا ہے

یہی نہیں کہ قدر آن سے ہم مسلمان سکے
نگاہِ شوق کی وہ بھی تو تاب لانے سکے
یہ انقلاب زمانہ ارے معاذ اللہ
کر مسکرانا بھی چاہا تو مسکرا نے سکے
در جیب پہ یہ کشفیت ہوئی دل کی
سر نیاز جھکایا تو پھر راحمان سکے
یہی ہوا کہ زمانے سے ہو گئے رخصت
کسی طرح سے جو عنبر اُھیں مٹانے سکے

کب زندگی میں مجھ کو میسر خوشی ہوئی
کب درد دل میں درد جگر میں لکھی ہوئی

پھر اندر مالِ خشم جگر کا نہ ہو سکا
لڑکِ فڑھ تھی زمہر میں شاید بھی ہوئی

سرگرمِ ربط پھر نظر آتے ہیں غیر سے
تقریرِ ان دونوں ہے عدو کی محفلی ہوئی

تم بن سوز کے شب کو جو آئے تھے خواب میں
میں کیا کہوں کہ آپ سے کیا دل لکی ہوئی

یا یوسِ انتظار کو بھی انتظار تھا
بعدِ فنا بھی آنکھ رہی یوں محفلی ہوئی

پوچھو نہ بزم ناز کی عشوطر راز یاں
پہلو سے دل گیا مر آن کی ہنسی ہوئی

کس کیم تن کے ہجر میں عنبر یہ حال ہے
آٹھوں پھر ہے فہر خوشی لگی ہوئی ہے

کیفیات

کہیں ان مدھری آنکھوں نے جب چلکانے پہنانے
بہاریں جھوم کر آئیں کوئی پیغام پہنانے

نہ جانے کیا انگاہوں کو نگاہوں نے پایا ہے
کہ ہر جانب نظر آتے ہیں میمانے ہی میمانے

کبھی جب انتیاطِ عشق را میں روک لیتی ہے
کوئی لغزیدہ لغزیدہ قدم آتا ہے بہکانے

ماں بزم کی ناکامیوں پر کیا تجھے شکوہ
کہ ہم بھی کیری اظروں کے اشاؤں کو نہ پہچانے

خدا معلوم یہ کیا زمانہ آگیا عنبر!
جنھیں اپنا اسم جھٹا ہوں وہ بن جاتے ہیں بیکار

وہ بے تقاب جب مری دنیا میں آئیں گے
 دل کیا فضنا میں تارے ہمی سب ڈوب جائیں گے
 ہم ہمی نہمارے حُسْن کی تصویر چھپتے کر
 گر ہو سکا تو حُسْن کی عفیں جائیں گے
 بیٹھے ہیں شاہ راہِ محبت پا آ کے ہم
 اب دیکھنا ہے نقش کے نقطے روہ جائیں گے
 کروں گا جذب آن کے حرمِ جمال کو
 ختنے مری نگاہ تیک جلوے سماں گے
 ہر گونشہ نظر میں چرا غال نہ کیوں کروں
 عنبر سُنا ہے آج وہ بے پرداہ آئیں گے

پھر ترے خسارے کا گل ہٹی میرے لیے
 چھاگئی ہے بے خودی ہی بے خودی میرے لیے
 زندگی ہے دیدِ رُخ اور بندگی عشق سجود
 آستاں میرے لیے اور آپ بھی میرے لیے
 یا الہی وہ بھی کیا دن متھے محبت سے پھرے
 التفاتِ خاص آن کی ہر خوشی میرے لیے
 اس کو تمہیں نظر کہیے کہ تمہیں جنوں
 حُسن کی آنکھوں میں ہے پھر کچھ نمی میرے لیے
 حالِ عنبر پر کرم فرماتے ہے حُسن لے نیاز
 آن کے رُخ سے پھر نقابِ اٹھنے لگی میرے لیے

اک چاک گریاں ہی پر موقوف نہیں ہے
جس زنگ میں ہے عشق کی تصویر نہیں ہے

سجدہ ہے مرا پیش کشِ عام نہیں ہے
یہ دیکھ کر در پر مرا دل ہے کہ جیس ہے

اس دل کی زبان جانے والا بھی کہیں ہے
فریادِ جنم ہے پر آواز نہیں ہے

آسان نہیں دلپاؤں کے سجدوں کو تحمل
رزے میں ابھی تک ترے کوچے کی زمیں ہے

دُشمن ہے مری حملت دل کا زمانہ
شايد کہ تری اخسم ناز نہیں ہے

غیر شب غم کئی ہے کس طرح سے دیکھیں
دل بچھنے لگا اور ابھی شام نہیں ہے

”اذ ربار خواجہ قطب صاحب“
”مہروی شریف دہلی“

ہاتے آزادِ تغافل جو انھیں یاد نہیں
یہ مرے عشق کی توہین ہے بیدار نہیں

کون سی آنکھ ترے جلوؤں کے آباد نہیں
کون سادل ہے کہ جس دل میں تری یاد نہیں

اتنی مانوسِ قفس ہو گئی فطرتِ میری
بھی گاٹش میں رہا ہوں یہ مجھے یاد نہیں

دردِ کونین لیے بیٹھا ہوں اک گوشہ میں
کیا مجھے یہ بھی گوارا ستم ایجاد نہیں

اس سے اور پُرستشِ احوال خدا خیر کرے
ہو کے بڑا دعیم عشق جو بردبار نہیں

وہ مقاماتِ محبت میں کیے طے میں نے
عشق تو عشق جہاں تھاں بھی آزاد نہیں

آن کی بے نہری کاشکوہ نہیں جا تر غیر
وہ میں معصوم انھیں طریقہ وفا یاد نہیں

وہ کریں اپنی دعاوں پر بھر دو رہ غیر
جنھیں بے چاری شیخ حرم یاد نہیں

پھیر کر رُخ مری جانب سے نکل جاتے ہیں
اور یہاں خبرِ غمِ خلق پر پسل جاتے ہیں

ایجھی صورت کو جہاں دیکھو لیا بھولے سے
حضرتِ دل وہیں رہ رہ کے محفل جاتے ہیں

وہ اگر آئینہ دیکھیں تو میں اتنا پوچھوں
کیا یہی لوگ یہیں جو آئھو بدال جاتے ہیں

حضرتِ دل پر بھی اب جو ہر کو جھرو سہ نہ رہا
دیکھتے دیکھتے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں

کسی بے درد نے مجبور بتا کر کہا ہے
ورنہ عقبر بھی کہیں لے کے غزل جاتے ہیں

خوگر ظلم ہوں صد چاک گریباں ہوں میں
فقط رُحشق کے ہاتھوں پریشاں ہوں میں
حسن یوسف کی قسم عشقِ زلینگا کی قسم
کافر عشق ہوں تصویرِ سیلماں ہوں میں

تیری دُز دیدہ زگاہی کی قسم اے ساقی
پھر مجھے مُست بنا دے کہ پریشاں ہوں میں
تیرے ہوتے ہوئے نے تابی دل کیا مُستی
تیرے جلوؤں کی قسم آج نبھی حیران ہوں میں

غذشت حسن کجا اور کجہ میری بساط
آن سے کس منشے کہوں آپ پر قرباں ہوں میں
سرمدد و شبلی و منصور چھے کہتے ہیں
جلوہ دوست وہی سوختہ ساماں ہوں میں

نسبتِ وارث کو نین کے قرباں عنبر
اسی نسبت سے ہوا صاحبِ ایساں ہوں میں
یہ وہی مشغله سا غرومینا عنبر
وقت کا اپنے سکندر ہوں سلیماں ہوں میں

نگہانہ

”جذبہ تو نے دیکھا ہے فتنے جگائے“

دُمِ نزع وہ میری بالیں پہ آئے مری غیر حالت پہ بچہ مسکراۓ
مجھے آنکھوں آنکھوں میں راغبیلائے بصد عنزہ و نازل بپریہ لائے
یہ ممکن نہیں ہے شعیں موت آئے

خدا کی قسم کہکشاں ماہ واختہ تجھی سے ہیں روشن تجھی سے منور
کروں تیر کی تعریف کیا ماہ پیکر نزی بزمِ زنجیں کا ہے خوب منتظر
جذبہ تو نے دیکھا ہے فتنے جگائے

تو جانِ لطفت سے روحِ نزاکت تو حسنِ محبت ایسا لطفت
ضیاءِ قمرِ تو، گلوں کی بھی نکھلت تری ہر نظر میں ہے سور قیامت
تجھے دیکھو کر ہوش میں کون آئے

خرام اس خراماں چلے آ رہے ہیں محبت کے جذبات گرم ہے ہیں
بھی مسکرا کر وہ ترڈیا رہے ہیں مری کیفیت پر وہ فرمات ہے ہیں

یہ ترس کھلیئے تم نے صدمے اٹھائے ترے عشق میں حال ہے یہ ستمگر بھی غرقِ حیث کبھی خود میں ششدر
کہا میں نے اُن سے لفڑیں روکر پریشاں ہے مضطربے ناشادِ عنبر
یہ کب تک محبت میں صدمے اٹھائے

جھوٹا سب نصار ہے مولا جھوٹا سب نصار

سورج چاند ستارے جھوٹے یہ روشن نظارے جھوٹے
 ثابت اور سیاسے جھوٹے القصہ ہیں سارے جھوٹے
 جھوٹا سب نصار ہے مولا جھوٹا سب نصار
 فصلیں اور برمائیں جھوٹیں شایں جھوٹی راتیں جھوٹیں
 کنے جھوٹے ذاتیں جھوٹیں ولاد ساری یاتیں جھوٹیں
 جھوٹا سب نصار ہے مولا جھوٹا سب نصار
 راجہ جھوٹا راج بھی جھوٹا تخت بھی جھوٹا تاج بھی جھوٹا
 کام بھی جھوٹا کام بھی جھوٹا کل بھی جھوٹا آج بھی جھوٹا
 جھوٹا سب نصار ہے مولا جھوٹا سب نصار
 بشاری وستی جھوٹی رفت جھوٹی پستی جھوٹی
 جنگل جھوٹا بستی جھوٹی کل دنیا مئے ہستی جھوٹی
 جھوٹا سب نصار ہے مولا جھوٹا سب نصار
 مال و دولت والے جھوٹے جاہ و خلیط والے جھوٹے
 شان و شوکت والے جھوٹے زور و طاقت والے جھوٹے
 جھوٹا سب نصار ہے مولا جھوٹا سب نصار
 بیرت اور بشاری جھوٹی غفلت اور بیداری جھوٹی
 رندی و بیخواری جھوٹی مستی و سرشاری جھوٹی
 جھوٹا سب نصار ہے مولا جھوٹا سب نصار

انہیں دیکھنے کی تمنا نہیں ہے مگر ہاں کئی دن سے دیکھا تھیں،
 تری یاد باقی ترا غشم سلامت اجالا ہے گھر میں اندازیر انہیں ہے
 خوشی دو جہاں کی منتسر ہے مجھ کو کرم وارث پاک کایا نہیں ہے
 اگر جان دینے سے ہاتھ آئے غنیمہ
 تو فہرنگا محبت کا سودا نہیں ہے

" رائے بردیلی ۱۹۳۸ء"

اُزال سے درحقیقت رازدار گن فکاں ہم تھے
 با انداز و گرتخلیق کل کے نکتہ داں ہم تھے
 السٹ بھی کہاں ہم نے بلا بھی خود پکارا اُٹھے
 کوئی کیا جان سکتا ہے کہاں ہم میں کہاں ہم تھے
 ہماری اُس توجہ سے ہونی تخلیق دو عالم!
 شرکیب کارواں ہو کر امیر کارواں ہم تھے
 لفخت فیہ من الرؤحی سے ثابت ہو گیا عزیز
 عیال ہم میں نہاں ہم تھے یہاں ہم میں ہاں ہم تھے
 اگر انسال تعلیم کی حدودی سے دور ہو جائے
 جہاں کافرہ ذرہ تور سے معمُور ہو جائے
 بھی آئنکن حُن و عشق سے راہِ محبت ہے
 کوئی مختار ہو جائے کوئی مجبور ہو جائے
 حضورِ شوق کی تکمیل میزانِ محبت
 محبت میں جو مط جائے وہی مقصود ہو جائے
 ہمارا کیا ہے ہم جو کچھ کہیں وہ سب غلط عنبر
 وہ بر ہم ہو کہ جو کہہ دیں وہی دستور ہو جائے

اللہ اللہ انقلاب دہر کی نیزگیان
قوم کی فطرت رکا ہے رجحان شوئے مال و زر

خانقاہیں عیش گاہیں مسجدیں جائے فساد
کفر کی آغوشیں میں اسلام دیکھا الحذر

نائب ختم رسالت اور تمول کا غسلام
کس کو کہیے راہزن اور کس کو کہیے راہب سر

چھپوڑ کرو رانیاں میں قصر میں حبودہ فنگن
صوفیوں کے حال پر اب پے اقصوف لوحہ گر

خواہشات نفس سے بھر پو اور حق کی تلاش
ہاتھ میں تسبیح دستارِ فضیلت زیب سر

بایزد و رابعہ شبی کے کیا اقوال میں
مُسْعِی معرفتِ آن کی طرف تو غزر کر

ایک وہ ہیں راہ حق میں جان بھی کر دی نثار
دوین کو قربان نونے کر دیا ہے نفس پر

مُحَمَّدُ عَزْل

رَمَيْسُ الْأَحْمَدُ أَرْشَهِيدُ حُرْمَت

حَضْنَتُ مُولَانَا مُحَمَّدُ عَلِيٌّ يُوْسَرُ حَمَّةُ غَلِيَّةٍ

باليں پہ بھی ز آیا شہید وفا کے بعد پوری ہوئی نکیوں یہ تمنا فنا کے بعد
نادم ضرور ہو گا قوش اسلام جفا کے بعد دور حیات آئے گا قائل فنا کے بعد
ہے ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد
جوراہ حق میں جان لٹائے شہید ہے اور دور جاں کئی اُسے دور سعید ہے
ہاں عاشقون کے قتل کا دن سوزی ہے قتل حسین بن اصل میں مرگ بیزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
محترم رب یہی زاہد و عابد مُتّقی رشی عنبر مشاہدات سے ثابت ہوا یہی
کہتی ہے ان کی فبر پہ ہرم یہ بیکسی ہے کس کے بل پھر حضرت جو ہر یہ روشی
ڈھونڈیں گے آپ کس کا سہارا نگدا کے بعد

۱۷۱

تقریظ و تاریخ الطیاب "العشق ہو اللہ"

نیجہ فکر

محترم المقام حضرت عبدالحسین مغنی اجمیری مظلہ

منقی ہے ہر اک عشق بغیرہ وحدت روح بشریت ہے اُنما مثبت

ہے عشق ہی تخلیق بنائے عالم

عنبر کی عنز لیا و نعوت و اشعار

ہر عاشق صادق کے لیے ہیں بہجت

العشق ہو اللہ کے اشعار

رکھتے ہیں تبا و تاب رموز و حیرت

ہیں باع تصوف کی بہاریں اسمیں

ہر شعر میں ہے روح شعور و حکمت

آئینہ اسرارِ الہی ہر شعر

ہر نقطہ ہے عگاسیں سرور خلت

مغنی کھو تاریخ کتاب عنبر

العشقم ہو اللہ عصاء فطرت

جلدی ۱۳۱

نکاح جب نہ تھا
عن الدین اب لامت نہ تھا

قطعہ تاریخ

از نتیجہ فکر حضرت استاد باقر مسین باقر شاہ جہان پوری ثم دہوی (مرحوم)

۱ = غ = غلوتیں ہے حقیقت کلام عنبر شاہ بیانِ حق و صداقت کلام عنبر شاہ

۹ = ظ = ظہیر کا شفیقِ رمز تصوف انکی ذات ضیاء مُشمع ہدایت کلام عنبر شاہ

۸ = ف = فسر وہ دل کیلئے ہے شگفتگی کی نوید اپر از بہادر طافت کلام عنبر شاہ

۹ = ط = طریقِ عشق میں باقریہ وجہ کیف و سرور پیامِ حسن و محبت کلام عنبر شاہ

۱۹۸۹ء شہزادی قطعہ دیگر

کلام حضرت عنبر مسین پایا

مضامینِ محبت کا خلاصہ

پیئے تاریخ طبع کے یہ باقر

بڑی فضیلی زبانِ فیض و ارشاد ہے ہمودیا
۱۹۸۹ء



مولانا اشرف

العشق ہو اللہ کے قارئین اور اہل تلمذ خواہین و حضرت سے
گراشِ خاں

حضرت شاہ صاحب تبلہ کا کلام بلاعثت نظام کا آپ نے مطلع فرمایا۔
اس سلسلے میں آپ کے خیالات و جز بات اور تاثرات کیا ہیں یہ جاننا ہمارے
لئے بے حد ضروری ہے۔ اس لئے مجھی کہ ہماری اکادمی اس عجسی وعہ کلام
کے باسے میں ایک تعارفی مجلہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ہم امید
ہے کہ آپ ہماری اس دعوت کو قبول فرماتے ہوتے اپنے خیالات کا
انہصار ضرور فرمائیں گے۔

اپنی تحریریں بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ نوٹ فرماں۔

وارثی بک ہاؤس۔ اللہ والی ماگریٹ لانڈسی نمبر ۹ کراچی نمبر ۳۰

المتأسف

چتریں اکٹھیں ہذا



خالقانہ عالیہ جامعہ وارثیہ چشتیہ قادر سید کامران العلوی
درگاہ شریف حضرت سیدہ بی بی مائی آمنہ صاحبہ وغیرہ ٹرست رجسٹرڈ
بالائے جوناہ ہوئے گھاٹ قبرستانہ کادشاہی روڈ کراچی پاکستان

اللہ عشق ہو اللہ عشق

کے اجراء برپا دران طریقت کی خدمت سے دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔
حُسْنٌ

مولا تاہ حمد اکبر وارثی اکاذبی
اور

الحمد پر منیرز کراجی
کتبہ دل سے ممنون ہیں کہ ان کی پر غلوص اور بے لوث کادش نے مجموعہ کلام
العشق ہو اللہ کوشیع فروزان بنادیا

فہرست

سید عبدالماجد صوفی وارثی	از حقیر دکابر شاہ وارثی عنبری عقیمه
صدر ٹرست رجسٹرڈ خالقانہ حصہ	ناظم نشر و اشاعت وہنہم خالقانہ بعدزا
ٹرست رجسٹرڈ 270 پاکستان	

تمہرے بداران و جملہ اراکین ٹرست حصہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



al-hamid printers

DESIGNING, COLOUR SEPARATION, PRINTING

PHONE 9725777

9/12/6, NOOR TERRACE
ASLAM ROAD KARACHI

DATE _____

لِطَافَاتِهِ طَبِيرٌ

اللَّهُمَّ شَارِكِ فِي تَعَالَى كَالاَكْدَارِ اَكْشَفْ بَعْدَهُ

کہ پیر صبغیر کے معروف صوفی بزرگ شاعر حضرت قبلہ عنبر شاہ دارثیؒ^ر
کے مجسمہ کلام کو زلیقہ طباعت آزادت کرنے کی سعادت لے گا
پیر شمس زر کو حاصل ہوئی ہے

سچم تہذیل سے مولانا محمد الجہری اکاوی کے بھی ممنون ہیں کہ جن کی
کوشش سے کلام نجیب ہو کر جموعہ کلام الحُشْق هوا اللہ زلیقہ
سے آزادت ہوا۔

مجموعہ کلام کا ہر شعر طابانِ حق کیلئے خضر راہ اور بیش بہا علی خزانہ ہے۔ ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے
جیب خود خوبی اللہ علیہ الہ وَلَمْ و خواجہ گانج شاہ کے صدقہ باری اس کا ویسا طباعت کو شرف۔

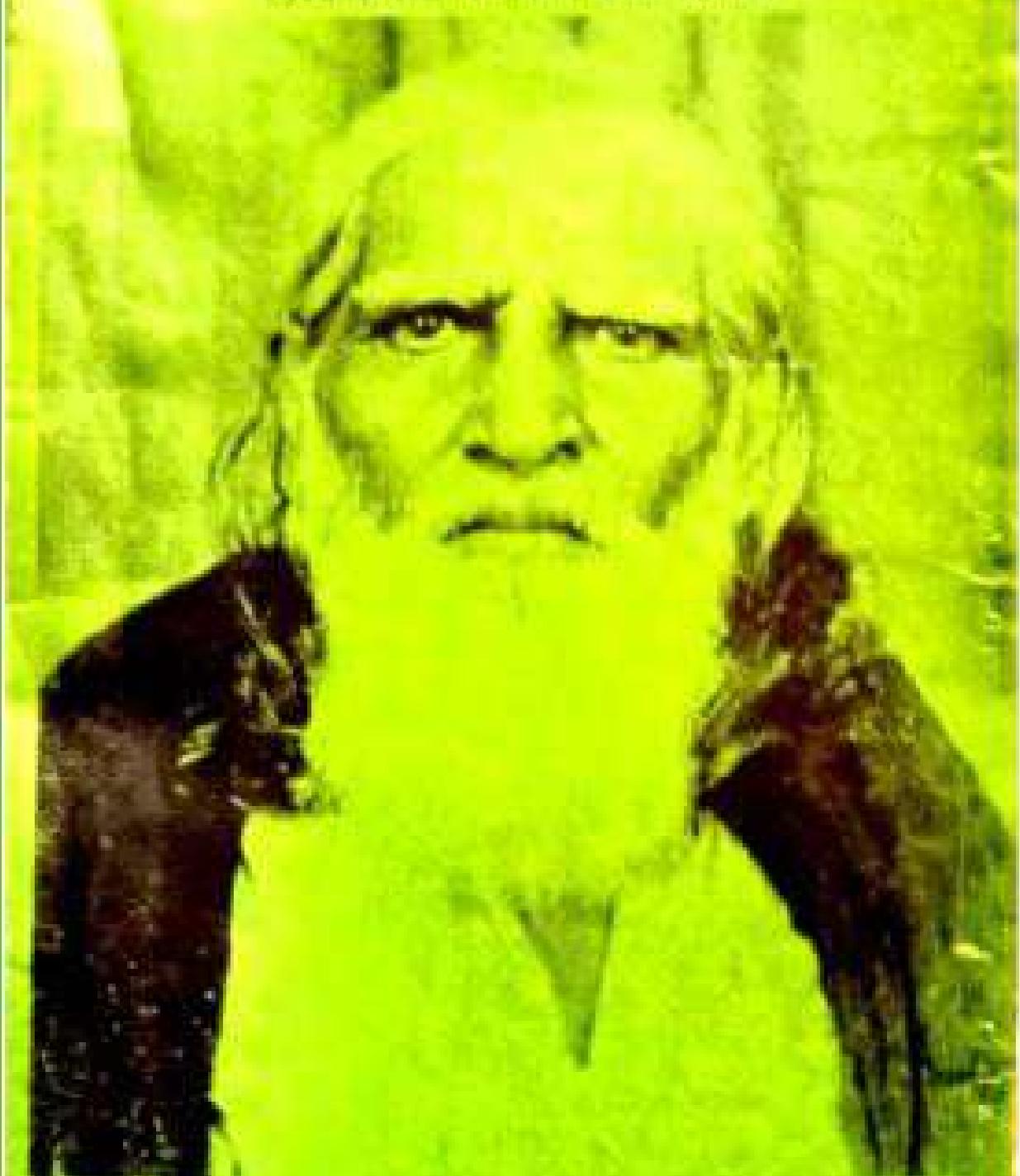
قیویت عطا فی مائے۔

(آمین ثم آمین)

AL-ISHAQ HOWAL-LAH

Author

Riyad Ammar Ali Muhsin Wardi Ajmeri



الْيَسَرُ وَالْمُنْهَى